اطائب الصیّب علٰی ارض الطیّب

۱۳۱۹ھ

طیب (عرب صاحب) کی زمین پر بہت پاکیزہ بارش

تصنیف لطیف:۔

اعلٰی حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

اطائب الصّیّب علٰی ارض الطیّب

۱۳۱۹ھ

(طیّب (عرب صاحب) کی زمین پر بہت پاکیزہ بارش)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نصر المقلدین للائمۃ المجتہدین بالاحسان فی الدین علی الطغام الماردین واظہر عجز المفسدین وجہل الابلدین الغیر الفارقین بین الدائن والمدین، والصلٰوۃ والسلام علٰی سید الانام وسند الکرام واٰلہ العظام وصحبہ الفخام وائمۃ الاسلام واولیاء الاعلام المتصرفین باذنہ فی الارواح والاجسام وعلینا بھم یا ذاالجلال والاکرام، اٰمین!

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے احسان کے ساتھ دین میں اجتہاد فرمانے والے ائمہ کرام کے مقلدوں کی مدد فرمائی ان کمینوں پر جو سرکش ہیں اور مفسدوں کے عجز اور دائن و مدین کے درمیان فرق نہ کرنیوالوں کند ذہنوں کے جہل کو ظاہر فرمایا، اور درود و سلام ہو کائنات کے سردار پر جو کہ کریموں کی سند ہیں اور ان کے عظیم آل و اصحاب پر، اور ائمہ اسلام اور اولیاء کرام پر جو اُس کی اجازت سے ارواح و اجسام میں تصرف کرنیوالے ہیں اور ان کے صدقے میں ہم پر بھی اے جلالت و بزرگی والے! آمین! (ت)

بعد حمد و صلوٰۃ حضرت عظیم البرکۃ، صاحب حجت قاہرہ و صولت باہرہ و تصانیف زاہرہ مجدد المائۃ الحاضرہ، تاج الفقہاء، غیظ السفہاء، محمود الکلماء، محسود الفضلاء، ماحی الفتن، حامی السنن، زین الزمن، حبر شریعت، بحر طریقت، ناصر ملت، حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ و مد فضلہ و کثرت احبارہ و کسرت اعداءہ بالنبی الکریم علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آخر رسالہ فیض مقالہ انہ الۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار میں تمیز سُنّی و وہابی کے لئے چند کلمات مجملہ ارشاد فرمائے کہ جوان کو مانے وہابیت سے پاک ہو سُنّی بن جائے، از انجملہ فرمایا:

[(۴) تقلید ائمہ فرض قطعی ہے بے حصول منصب اجتہاد اس سے رُوگردانی گمراہ بد دین کا کام ہے غیر مقلدین مذکورین اور ان کے اتباع و اذناب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیہان ناشخص ہیں ان کا تارک تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اپنے سے بھی اجہلوں کو ترک تقلید کا اغوا کرنا صریح گمراہی و گمراہ گری ہے۔

(۵) مذاہب اربعۂ اہلسنت سب رشد و ہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اسی کا پیرو رہے کبھی کسی مسئلے میں اس کے خلاف نہ چلے وہ ضرور صراط مستقیم پر ہے اس پر شرعاً کوئی الزام نہیں، ان میں سے ہر مذہب انسان کے لئے نجات کو کافی ہے۔ تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین متبع غیر سبیل المومنین ہیں۔

(۶) متعلقات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء مثل استعانت و نداء و علم و تصرف بعطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات و احیاء میں نجدی اور دہلوی اور ان کے اذناب نے جو احکام شرک گھڑے اور عامۂ مسلمین پر بلاوجہ ایسے ناپاک حکم جوڑے یہ ان گمراہوں کی خباثت مذہب اور اسکے سبب انھیں استحقاق عذاب و غضب ہے۔]

ایک بزرگوار تقریباً تینتیس سال سے خاکی رامپور ہیں۔ زبانِ عوام میں "مولوی طیب عرب" کے نام سے مشہور ہیں، یہیں کچھ پڑھا پڑھایا، انقلاب زمانہ نے پرنسپل بنایا، بیس برس ہوئے ۱۳۰۰ھ سے پہلے حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ رامپور تشریف لے جاتے، اس زمانہ میں عرب صاحب کچھ ایسی ہی شُد بُد جانتے اور کج مج عربی بول لیتے۔ خدمت اقدس میں اکثر حاضر آتے، یہی ہندوستانی انگرکھا وغیرہ پہنے ہوتے مگر عرب کہلانے کے باعث حضرت والا اعزاز فرماتے، ہاں اس وضع کے سبب قلب میں اندیشہ تھا کہ دیکھئے ہندوستان کا پانی عرب صاحب پر کیا اثر ڈالے۔ ابھی تو افضل البلاد کی وضع بدلی ہے آگے کیا کچھ پر پُرزے نکالے۔ جب ۱۳۰۲ھ میں جناب منشی محمد فضل حسن

صاحب مرحوم مغفور نے انتقال فرمایا حضرت کا رامپور تشریف لے جانا نہ ہوا کہ اُن سے قرابتِ قریبہ داعی زیارت تھی اور جس بندۂ خدا کو فضلِ الٰہی تمام امصار و اقطارِ ہند کے علاوہ بنگالہ و کشمیر و برہما وغیرہ ملکوں کا مرجعِ فتوٰی بنائے اسے بے ضرورت سفر کی کب فرصت تھی جب سے عرب صاحب کا کچھ حال نہ ملا مگر اُدھر حضرتِ والا کی فراستِ صادقہ کا رنگ کُھلا، پرنسپل نے زور لگایا، عرب صاحب کو مجتہد بنایا، وہ رسالہ مبارکہ کہیں ان بزرگوار نے بھی مطالعہ کیا، تقلیدِ ائمہ کو فرضِ قطعی دیکھ کر نئی مجتہدی کا ننھا سا کلیجہ دھک سے ہوگیا، حضرتِ والا کی خدمت میں عریضہ لکھا، یہاں سے جواب مع دلائل صواب کا افاضہ اور مجتہدی کی قلعی کھولنے کو بعض سوالات کا اضافہ ہوا عرب صاحب نے جواب تو عاجزانہ قبول کیا مگر سوالوں کا جواب اصلاً نہ دیا بلکہ دوسرے مسئلۂ تصرف اولیائے کرام میں سوال کا راستہ لیا، ادھر سے اس کے جواب کا بھی افادہ اور در بارۂ تقلید سلسلۂ سوالات زیادہ ہوا۔ اب عرب صاحب سو گئے۔ اُن سوالوں کو پانچ، ان کو تین مہینے ہوگئے۔ آخر ادھر سے تقاضائے جواب ہوا۔ عرب صاحب کو پیچ و تاب ہوا، تہذیب کے رنگ بدل گئے، بھرے بیٹھے تھے اُبل گئے، کذب و جہل سے کام لیا مگر روزِ موعود گزرا جواب نہ دیا، یہاں فضلِ الٰہ ہے، ایسوں ویسوں کی کیا پرواہ ہے، اکناف و اقطار سے ہزاروں مفیدانہ پوچھتے فیض پاتے ہیں، جو معاندانہ الجھیں منہ کی کھاتے ہیں۔ روز افزوں فضلِ باری ہے، یہی کارخانہ جاری ہے، ایسوں کا مخاطبہ کیا شے تھا کہ قابلِ اشاعت سمجھا جاتا، خصوصاً وہ خوش فہم جنھیں بدیہیات کا بھی ادراک نہیں، تنبیہ کے بعد بھی احتیاجِ تامّل سے انفکاک نہیں۔ حضرات ناظرین! ازالۃ العار کی عبارت آپ کے پیشِ نظر ہے ملاحظہ ہو کہ نمبر (۴) میں مطلق تقلید بے تخصیص و تقیید جلوہ گر ہے، تقلیدِ خاص کے بیان میں مستقل جداگانہ پانچواں نمبر ہے۔ یہ مجتہد صاحب ایسے سلیس اردو کلام جدا جدا نمبر تک کے انتظام کو نہ سمجھے اور خطِ اول میں پوچھنے بیٹھے کہ آپ تقلید کی کون سی قسم کو فرضِ قطعی فرماتے ہیں (دیکھو اس رسالہ کا ص۸)۔

آخر حلیمانہ جواب عطا ہو کہ ہم مطلق تقلید کو فرضِ قطعی بتاتے ہیں (دیکھو ص۱۵) اس پر بھی دوسرے خط میں بولے کہ مجھے آپ کے جواب میں غور و تامّل کرنے سے یہ کھلا کہ آپ نے وہاں مطلق کا حکم لکھا (دیکھو ص۲۳) انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ ع

چہ خوش چرا نباشد آخر نہ اجتہادست

(بہت خوب کیوں نہ ہو، آخر اجتہاد نہیں ہے۔ت)

مگر معتمدین سے خبر مسموع ہوئی کہ مجتہد صاحب کو خود اپنی تشہیر مطبوع ہوئی۔ اس بارے میں اور ان کی

کوئی تحریر چھپنی شروع ہوئی، وہ دو چار ہی دن جاتے ہیں کہ وہ نامطبوع مطبوع ہوئی اس پر یہاں بھی احباب نے مناسب جانا کہ خطوط بعینہا شائع ہوں کہ ناظرین اصل واقعے پر مطلع ہوں، اگر مجتہد صاحب نے کچھ غیرت اجتہاد سے کام لیا، تحریر میں تمام سوالات سے جواب دیا فبہا یہ رسالہ بعونہ تعالٰی رسالۂ جواب کا مقدمہ ممہدہ ہوگا اور اگر جوابوں سے راہ کترائی، میر بحری بچائی، خارجی باتوں میں اڑان گھائی بتائی تو یہی رسالہ ان کی تحریر کا پیشگی رَد ہوگا کہ حضرت پہلے سوالات کا جواب دیجئے اس کے بعد کچھ کہنے کا نام لیجئے لہذا توکلاً علی اللہ یہ رسالہ جمع کیا اور عموم فائدہ کو خطوط کا سلیس ترجمہ کر دیا، الصلٰوۃ والسلام علی نبی الہدٰی و اٰلہ وصحبہ دائماً ابدا۔

خطِ اول عرب صاحب بنامِ نامی حضرت عالمِ اہلسنت مدظلہ السامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الی حضرۃ الفاضل العلامۃ الشیخ احمد رضا مد ظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد السؤال عن عزیز خاطرکم نعرفکم بانا قد اطلعنا فی بعض تصانیفك انك تقول ان التقلید فرض قطعی فتعجبت وحق لی ان اتعجب لانی قد قضیت نحوا من ثلثین سنۃ فی خدمۃ طلبۃ العلم فلم اھتد الی استحباب التقلید فضلا عن وجوبہ فکیف بفرضیتہ لا مطلقا بل فرضیتہ قطعیۃ فلھذا ارغب الیك ان تعلمنی ادلۃ ذلك وعین لی ان ای قسم من اقسام التقلید فرضا قطعیا ثم اخبرنی ان علم المکلف بفرضیۃ التقلید کیف یحصل لہ ابتقلید او

ببارگاہِ فاضل علامہ حضرت احمد رضا مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسشِ مزاجِ گرامی کے بعد ہم جناب کو معرفت کراتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بعض تصنیفوں میں آپ کا یہ قول دیکھا کہ تقلید فرض قطعی ہے اس سے مجھے تعجب ہوا اور مجھے سزاوار تھا کہ تعجب کروں اس لئے کہ میں نے تیس برس کے قریب طالبعلموں کی خدمت میں گزاری مجھے تقلید کو مستحب جاننے کی ہدایت نہ ہوئی چہ جائے وجوب پھر کہاں فرضیت وہ بھی مطلق نہیں بلکہ فرضیت قطعیہ، اس وجہ سے میں آپ کی طرف آرزو لاتا ہوں کہ مجھے اس کے دلائل تعلیم فرمائیے اور معین کیجئے کہ تقلید کی کونسی قسم فرض قطعی ہے پھر مجھے بتائیے کہ مجتہدوں میں سے کسی کو کیونکر اختیار کرے؟ آیا تقلید سے یا اجتہاد سے؟ بات یہ ہے

باجتهاد ثم اخبرني كيف يختار المجتهد بين ابتقليد ام باجتهاد هذا، والله يهدينا و واياكم الى سبيل الرشاد۔

محمد طيب

۱۴ رجادی الثانی ۱۳۱۹ھ از رامپور

اور اللہ ہمیں اور آپ کو راہِ ہدایت دکھائے۔

محمد طیب

۱۴ رجادی الثانی ۱۳۱۹ھ از رامپور

مفاوضہ اول از حضرت عالمِ اہلسنت مدظلہ الاکمل بجواب خطِ اول

بسم الله الرحمٰن الرحيم، نحمده ونصلي على رسوله الكريم۔ الى الفاضل الكامل الشيخ محمد طيب المكي سدده الله بقلب ملكي، اما بعد فاني احمد الله اليك، سلام عليك، وصل الكتاب وحصل الخطاب، غب ما طال امد و زال ابد، وظن الوداد ان قد نفد اوكان قد، ومما يسر ان التخاطب في امر ديني والسوال عن فرض يقيني واحببت الجواب رجاء للثواب واظهارا للصواب، وقضاء لحق اخوة الاحباب، ولو انك يا اخي رجعت في هذا الى الكلام المبين لاغناك عن مراجعة مثلي من المقلدين كما به تغنيت فيما تمنيت عن الائمة المجتهدين رضوان الله تعالى عليهم اجمعين الم تر الى ربك كيف يقول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بنام فاضل کامل شیخ محمد طیب مکی سددہ اللہ بقلب ملکی۔ بعد حمد وصلوٰۃ میں آپ[1] سے حمدِ الٰہی بیان کرتا ہوں۔ سلام علیک۔ خط آیا، مخاطبہ لایا، بعد اس کے کہ ایک زمانہ گزرا اور مدتِ دراز نے انقضا پایا اور دوستی نے گمان کرلیا تھا کہ جاچکی یا اب گئی، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ گفتگو ایک امر دینی میں ہے اور سوال ایک فرض یقینی سے، تو میں نے جواب دینا چاہا بامیدِ ثواب واظہارِ صواب وادائے حق محبتِ احباب۔ برادرم! اگر آپ اس معاملے میں قرآنِ عظیم کی طرف رجوع کرتے تو مجھ جیسے مقلد کی جانب رجوع کی حاجت نہ ہوتی جیسا کہ آپ اپنے خیال میں قرآن فہمی کے باعث حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بے نیاز ہوگئے ہیں، آپ نے دیکھا کہ آپ کا رب کیا فرما رہا ہے

[1] یہ مزاج پرسی کے جواب میں شکرِ الٰہی کا اظہار ہے ۱۲ مترجم

وقوله الحق و ماکان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون[1]، فقد فرض التفقہ فی الدین واعفی عنہ عامۃ المؤمنین و لم یترك احدا منھم سدی فانما ارشد للتقلید من اھتدی الم تعلم ان للہ علی خلقہ فرائض لا تترك ومحارم لا تنتھب وحدودا من تعداھا فقد ظلم وھلك و لکلھا اوجلھا شرائط وتفاصیل لا یھتدی الیھا الا قلیل، و ما یعقلھا الا العالمون[2]، فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون[3]،

اور اسی کا قول سچا ہے وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ الآیۃ یعنی مسلمان سب کے سب تو باہر جانے سے رہے تو کیوں نہ ہوا کہ ہر گروہ سے ایک ٹکڑا نکلتا کہ دین میں فقہ سیکھے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ خلافِ حکم کرنے سے بچیں، تو اللہ تعالٰی نے فقہ سیکھنا فرض فرمایا اور عام مومنین کو اس سے معاف فرمایا اور مہمل اور آزاد کسی کو نہیں رکھا ہے تو ضرور اہلِ ہدایت کو تقلید ہی کا ارشاد ہوا ہے[عہ]۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ عزّوجل کے لئے اپنی مخلوق پر کچھ فرض ہیں کہ چھوڑنے کے نہیں کچھ حرام ہیں کہ حرمت توڑنے کے نہیں، کچھ حدیں ہیں کہ جو ان سے آگے بڑھے ظالم ہو اور ہلاکت میں پڑے، اور ان سب یا اکثر کے لئے شرطیں اور تفصیلیں ہیں جنھیں گنتی ہی کے لوگ جانتے ہیں اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو، تو اہلِ ذکر سے مسئلہ پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔ بلکہ آپ اپنی

عہ یعنی جب احکامِ الٰہیہ ہر عام و عامی پر ہیں آزاد کوئی نہ چھوڑا گیا اور فقہ سیکھنے کو صاف فرمادیا کہ سب سے نہیں ہوسکتا ہر گروہ سے بعض اشخاص سیکھیں اور اپنی قوم کو احکام بتائیں کہ وہ مخالفتِ حکم سے بچیں تو صاف صاف عام لوگوں کو ان فقیہوں کی بات پر چلنے کا حکم ہوا اور اسی کا نام تقلید ہے جس کی فرضیت قرآنِ عظیم کی نص قطعی سے ثابت ہوئی ۱۲ مترجم۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۲
[2] 〃 〃 ۲۹/ ۴۳
[3] 〃 〃 ۱۶/ ۴۳

بل لو رجعت الى نفسك لالغيت غدك
هذا كمثل امسك وانا اجيرها
بالله ان تبهت او تكابر او تتعامى
عن البدر وهو ن اهر سلها
هل لله سبحٰنه وتعالٰى على العباد
مالا يدرك علمه اول ما يدرك
الا بنص او اجتهاد فان ابت
فمنكرا اتت وان سلمت سلمت
واسلمت فسلها اترى الناس
كلهم عالمين بمالهم وعليهم
من امور الدين لاحاطتهم
جميعا بمعاني النصوص و
اقتدارهم طرا على استنباط
المسكوت عن المنصوص فان
عممت فقد عميت وان
احجمت فقد هديت فسلها
عن الذين لايعلمون و
لايبصرون ولا على الاجتهاد
يقتدرون اولٰئك متروكون
سدى فان انعمت فقد
ضللت الهدى وان ابصرت فانكرت

عقل ہی کی طرف رجوع لاتے تو اپنی اس آئندہ[عہ۱]
کل کو گزشتہ کل کی طرح پاتے اور میں آپ کی
عقل کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ
انہونی جوڑے یا ڈھٹائی کرے یا چمکتے چاند
ماہِ تمام سے اندھی بنے اپنی عقل ہی سے پوچھئے
کیا اللہ تعالٰی کے لئے بندوں پر کچھ ایسے احکام
ہیں یا نہیں کہ ابتداءً ان کا علم بغیر تصریح شارع
یا اجتہاد مجتہد کے حاصل نہیں ہوتا۔ اگر وہ انکار
کرے تو واجب الانکار شناعت لائی اور اگر
مانے تو سلامت رہی اور طاعت لائی۔ اب
اس سے پُوچھئے کیا تیرے خیال میں تمام آدمی
حلال وحرام وجائز وواجب دین کے جتنے
احکام ان پر ہیں سب کے عالم ہیں نصوص شریعت
کے معانی کا سب کو احاطہ ہے۔ منصوص سے
مسکوت کا حکم پیدا کرنے پر سب کو قدرت ہے
پس اگر وہ تعمیم کرے تو یقیناً اندھی ہے اور اس
سے باز رہے تو ضروری مہتدی ہے۔ اب
اس سے ان کا حکم پوچھئے جنھیں نہ علم ہے
نہ بصیرت نہ اجتہاد کی قدرت، کیا وہ شتر[عہ۲] بے مہار
بناکر چھوڑ دیے گئے ہیں؟ اگر ہاں کہے تو قطعاً
گمراہ ہوئے اور اگر آنکھ کھولے اور بے مہار ہونے سے

عہ۱ آئندہ کل کا حال مخفی ہے اور گزشتہ کا ظاہر یعنی دل ہی میں سوچئے تو تقلید کی فرضیت کہ آپ پر مخفی ہے ظاہر ہوجاتی ۱۲ مترجم

عہ۲ یعنی ان پر شریعت کے کچھ احکام نہیں ۱۲ مترجم

فسلها مالهم من السبيل الى ان يعلموا احكام الجليل اان يروا بانفسهم وهم لايبصرون ويستنبطوا وهم لايقدرون او يرجعوا الى العلماء المرشدين فيعتمدون عليهم فی امور الدين ويعلموا بقولهم منقادين فان بالاول اجابت فقد بهتت وخابت لايكلف الله نفسا الا وسعها[1] وان ابت وابت الى الأخر اصابت و وقد وجدت ضالة ضلت ربعها، ثم من العجب سؤلك عما يسأل عنه مثلك، ان علم المكلف بفرضية التقليد كيف يحصل له اباجتهاد او بتقليد فلقد قصرت ولا قصر وزعمت الحصر حيث لاحصر اما علمت ان الضروری فی علمه عنهما جميعا لغنی أليس ان كل مسلم يعلم ضرورة من الدين علما لايخالطه ظن و لا تخمين ان لله عليه فرائض وحرمات وحدودا وتكليفات ويعلم منهم من لايعلم علما وجدانيا ان لايعلم وانه لايقدر ان يعلم الا ان يعلم

انکار کرے تو اب اس سے پوچھئے کہ ان کے لئے احکام الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے آیا یہ کہ خود دیکھیں حالانکہ وہ نگاہ نہیں رکھتے، اجتہاد کریں حالانکہ قدرت نہیں رکھتے یا یہ کہ ہدایت و ارشاد والے علماء کی طرف رجوع لائیں، امورِ دین میں ان پر اعتماد کریں جو وہ فرمائیں مطیع ہو کر اس پر کاربند رہیں۔ اگر جواب میں پہلی بات کہی تو یقیناً بہتان اٹھاتی ہے اور نامراد رہی، اور اگر اس سے انکار کر کے دوسری طرف پلٹی تو راہِ صواب پر آئی اور جس گم شدہ کا مکان نہ جانتی تھی اسکی ملاقات پائی، پھر عجب بات ہے آپ کا ایسے امر سے سوال جسے آپ جیسا دریافت نہ کرتا کہ مکلف کو تقلید فرض ہونے کا علم اجتہاد سے ہے یا تقلید سے، آپ نے قصر کیا اور قصر نہ تھا اور حصر سمجھے جہاں حصر نہ تھا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ بدیہی بات اپنے جاننے میں ان دونوں سے یکسر بے نیاز ہے۔ کیا ہر مسلمان بالبداہۃ ایسے یقین سے جس میں کسی گمان وتخمین کی آمیزش نہیں اپنے دین کا یہ حکم نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل کے لئے اس پر کچھ فرض ہیں کچھ حرام کچھ حدیں ہیں کچھ احکام، اور ان میں جو جاہل ہے وہ اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ جاہل ہے اور یہ کہ جب تک اسے بتایا نہ جائے خود جان لینے

---

[1] القرآن الکریم ۲/۲۸۶

ويعلمون ان لابراءة ذمة الا بالعمل ولا عمل الا بالعلم ولا علم الا لمن تعلم فينقدح في ذهنه بداهة ان عليه سؤال من اذا سئل هدى وعلم هذا سيدنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قائلا وقوله اصدق مقال الا سألوا اذ لم يعلموا فانما شفاء العي السؤال[1] وقد تواتر ذلك من لدن الصحابة رضي الله تعالى عنهم وهلم جرا تواتر كتابة الصلوات وسائر المكتوبات علانية وجهرا بل هو امر مجبول عليه اجبال البشر من أمن منهم ومن كفر فترى عوام كل فرقة تأتي علماءها والبّاءها وتسأل دواء دا جهلها من تحسبهم اطباءها علما منهم لديهم بانه القاضي ما عليهم فاسألهم ابتقليد كان ام باجتهاد فسيأتيك بالاخبار من لم تزوده بالازواد او انت بنفسك انبئني

سے عاجز ہے اور خوب جانتا ہے کہ بے عمل کئے چھٹکارا نہیں اور بے علم عمل کا یارا نہیں اور بے سیکھے علم نہ آئے گا تو بداہۃً اس کے ذہن میں خود آجائے گا کہ اس پر ایسے سے پوچھنا لازم ہے جو مسئلہ بتا کر ہدایت فرمائے اور یہ ہیں ہمارے مولا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہوئے اور ان کا ارشاد ہر قول سے زیادہ سچ ہے الا سألوا الحدیث یعنی کیوں نہ پوچھا جب خود نہ جانتے تھے کہ عجز کا علاج تو سوال ہی ہے۔ اور بے شک وہ زمانۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے آج تک برابر فرضیت نماز و دیگر فرائض کی طرح علانیہ وظاہر متواتر ہے بلکہ وُہ ہر انسان کی جبلّی بات ہے خواہ وُہ مومن ہے خواہ کافر ہے لہذا ہر گروہ کے عوام کو دیکھو گے کہ اپنے یہاں کے اہل علم و دانش کے پاس آتے اور جنھیں اپنا طبیب سمجھتے ان سے مرض جہل کی دوا پوچھتے ہیں اس لئے کہ وہ یقیناً اپنے دل سے جان رہے ہیں کہ ہم اسی طور پر اپنے فرض سے ادا ہونگے اب ان سے پوچھئے یہ تقلید سے تھا یا اجتہاد سے، عنقریب تمھیں وہ خبریں لاکر دے گا جسے تم نے توشہ نہ بندھوا دیا تھا یا آپ خود ہی

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیمم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۴۹
سنن الدارقطنی " " باب جواز التیمم لصاحب الجراح حدیث ۱۸، دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۲۵
مشکوٰۃ المصابیح باب التیمم الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۵

عن قولك لی ارغب الیك ان تعلمنی وانا عائذ باللہ ان یکون سؤلك سؤل متعنت عنید بل سؤل طالب للحق مستفید فباجتہاد اتیتنی ام بتقلید فان الاصر دین والعبث فیہ من صنیع المفسدین فلیس عن اعتقاد حکم محید ولا اعتقاد الا عن منشأ سدید وقد انحصر فی الاجتہاد والتقلید ثم اذ لم تہتد وانت تخدم الطلبۃ مذ ثلثین عاما الی دلیل یدلك علی استحباب التقلید فضلا عن وجوبہ فضلا عن افتراضہ قطعا وابرامًا فسواء علیك ان یکون عندك حکم فی القضیۃ من تحریم او کراھۃ او اباحۃ شرعیۃ او انت شاك فیما ھنالك او شاك وشاك فی انك شاك ایّا ما کان فلا محید لك من تجویز جواز ترك التقلید وتلقی الاحکام من الکتاب المجید لکل عامی جھول بلید لا یعرف الغث من السمین و لا الشمال من الیمین ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور اذ لولاہ لما اعتراك شك شائك فی وجوب التقلید علی اولٰئك فضلا عن الاستحباب

اپنے اس کا حال بولئے جو آپ نے مجھے لکھا کہ میں آپ کی طرف آرزو لاتا ہوں کہ مجھے تعلیم فرمائیے اور میں اللہ عزوجل کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ آپ کا سوال کسی باطل کوش سرکش کا سوال ہو بلکہ حق طلب فائدہ خواہ کا سوال ہے تو اب آپ میرے پاس اجتہاد سے آئے یا تقلید سے کہ یہ معاملہ دین کا ہے اور دین میں لہو مفسدوں کا کام ہے تو کسی نہ کسی حکم کے اعتقاد سے چارہ نہیں اور اعتقاد حاصل نہ ہوگا مگر منشاء درست سے اور وہ اجتہاد و تقلید میں منحصر ہوچکا پھر جبکہ آپ نے اس تیس برس کی خدمت طلبہ میں دلیل استحباب تقلید کی طرف ہدایت نہ پائی چہ جائے فرضیت قطعیہ یقینیہ، تو اب آپ پر یکساں ہے خواہ آپ کو تقلید کا کوئی حکم معلوم ہو کہ وہ شرعاً حرام یا مکروہ یا مباح ہے یا آپ کو شک ہو یا حکم میں شک ہو اور اس میں بھی شک ہو کہ آپ کو شک ہے۔ بہرحال اس سے مفر نہیں کہ آپ تقلید چھوڑنا اور قرآن مجید سے احکام نکالنا ہر ایسے عامی جاہل احمق کے لئے جائز جانیں جسے نہ لاغر و فربہ میں تمیز ہو نہ دہنے بائیں میں، نہ اندھیری پہچانے نہ روشنی نہ سایہ نہ دھوپ کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان لوگوں پر تقلید خود واجب ہونے میں کوئی خلش ڈالتا ہوا شک آپ کو پیش آتا نہ کہ استحباب نہ کہ تقلید سے بچنے کا ایجاب نہ کہ وجوب تقلید کی کسی خاص ضد پر جھوٹا یقین،

فضلا عن التزام الاجتناب فضلا عن
التیقن الکذاب بخصوص نوع من
اضداد الایجاب ولا وربك لن یستقیم
لك ذٰلك الا باحد مسلکین من اشنع
المسالك موقعین السالك فی اسوء المهالك
تزعم ان الناس عن اخرهم من اهل الاجتهاد
فی جل مایحتاجون الیه فلهم یدان
باستنباط الاحکام وابتداع سبیل اُخر
الٰی تعرفها غیر التقلید والاجتهاد فیعلمون
من دون علم ولا استعلام وانا اعیذك
برب المشرقین ان تقول بشیئ من هذین
الشططین وان وجدت احدا من رعاع
الجاهلین یتفوه بمثل الباطل المبین فالله
الله خذ بیده والٰی استعلاج الدماغ ارشده
واهده فقد اخذه جنون والجنون فنون و
الدین نصح والنصح یثیب الطیب اللبیب
الحاذق الاریب الاجمل منك قریب دع
عنك العوام نبئنی عن نفسك فی تلك
الاعوام کیف عبدت الله وعاملت العبید
اباجتهاد ام بتقلید وعلٰی کل فالانسان
علٰی نفسه بصیرة ولو القٰی معاذیرة
هل انت من شروط الاجتهاد ملی قادر علیه
ام عاجز خلی علی الاخر ما انت
والیش انت حتی لا یجب علیك
التقلید الیسوغ الاجتهاد

اور تمھارے رب کی قسم یہ تمھیں راست نہ آئے گا مگر
دو راہوں میں ایک سے جو سخت بری راہوں سے
ہیں اور اپنے چلنے والے کو نہایت بد ہلاکے میں
ڈالنے والی ہیں یا تو گمان اس کا کر تمام لوگ
ہر مسئلے میں جس کی انھیں حاجت ہو اہل اجتہاد سے
ہیں انھیں احکام نکالنے پر دسترس ہے یا یہ کہ
تقلید واجتہاد کے سوا ان تمام احکام پہچاننے کا
اور کوئی طریقہ گھڑیئے کہ یہ جہال بے علم بے سیکھے
احکام جان لیں اور میں آپ کو پروردگار مشرقین کی
پناہ دیتا ہوں کہ آپ ان دونوں ظلموں میں سے
کسی کے قائل ہوں اور اگر کسی کمینے جاہل کو پائیں
کہ ایسا صریح باطل بکتا ہے تو خدا را خدا کو مان کر
اس کا ہاتھ پکڑیئے اور علاج دماغ کی طرف اسے
ہدایت کیجئے کہ اسے جنون نے آلیا اور جنون طرح طرح
کا ہوتا ہے اور دین خیر خواہی ہے اور خیر خواہی پر
ثواب ملتا ہے اور طبیب حاذق عاقل زیرک
اجمل اکمل آپ کے پاس موجود ہیں عوام سے
درگزریئے خود اپنے حال سے خبر دیجئے آپ نے
ان برسوں میں اللہ کو کیونکر پُوجا اور بندوں سے
کس طرح معاملہ کیا آیا اجتہاد سے یا تقلید سے،
اور بہر تقدیر آدمی کو اپنے حال پر خوب نگاہ ہے
اگرچہ حیلے کتنے ہی بنائے۔ آپ شروط اجتہاد سے
پُر ہیں، اجتہاد پر قادر ہیں یا عاجز و خالی ہیں، بر تقدیر
اخیر آپ کیا اور آپ کی حقیقت کتنی کہ آپ پر تقلید
واجب نہ ہو کیا ایسے کے لئے اجتہاد جائز ہوگا جو

لعار بلید عاثر باثر ذی عی شدید هل هو الاعمی بعید ام لتعرف الاحکام سبیل جدید وها انت حاصرہ فی اجتهاد و تقلید، وعلی الاول هل یسوغ لك الاجتهاد فی جمیع غصون الشرع ام فی بعض دون بعض من فنون الاصل والفرع، علی الاخیر ما انت فیه مجتهد فعین ومالا فسبیلك فیه فبین، وعلی الاول بل هو المتعین وعلیه المعول اذ لو لم یحل لك الاجتهاد فی جمیع المواد لوجب التقلید فی بعض الفنون وبالخلوص اهتد انه لم تخل سنون، فیا قریب مالك ورقیب ابن ادریس هات هنیهاتك وافتح الکیس فأت بعشر صور مفتریات من مسائل فقه اجتهادیات تکون انت ابا عذرها لا تستند باحد فی بناء جدرها لا فی بطن ولا فی ظهر ولا فی ورد ولا فی صدر ولا فی جرح ولا تعدیل ولا تفریع ولا تاصیل فیظهر الحق ویزول الغرور ولا یغرنك بالله تعالی الغرور وکانی بك مسترشد مهما وعیت ان القیت السمع وانت شهید ان کلامی کان فی نفس التقلید من حیث هو لا اثر فیه للتقیید فلا معنی

عاری بے عقل متزلزل یا لک سخت عاجز ہو تو یہ دور کی گمراہی ہے یا احکام پہچاننے کے لئے کوئی نئی راہ اور ہے اور یہ ہیں آپ کہ خود اجتہاد و تقلید میں اس کا حصر کرچکے ہیں۔ بر تقدیر اول کیا آپ کو علوم شرعیہ کے تمام اصول و فروع کی شاخوں میں اجتہاد پہنچتا ہے یا کسی میں پہنچتا ہے کسی میں نہیں۔ بر تقدیر اخیر جس میں آپ مجتہد ہیں اس کی تعیین کیجئے اور جس میں مجتہد نہیں اس میں اپنی راہ بتائیے۔ اور بر تقدیر اول بلکہ وہی خواہ مخواہ ماننی ہے اس لئے کہ اگر تمام مواد میں آپ کے لئے اجتہاد حلال نہ ہوتا تو بعض فنون میں ضرور تقلید واجب ہوتی اور یہ برس کے برس اس کی طرف ہدایت پانے سے خالی نہ جاتے تو اب امام مالک کے قریب امام شافعی کے رقیب اپنی پونجیاں دکھائیے اور تھیلی کھولئے فقہی مسائل اجتہادی کی دس گھڑی ہوئی صورتیں لائیے جن کا حکم خاص آپ نے استنباط کیا ہو جس کی بنا کے ظاہر و باطن و اول و آخر و جرح و تعدیل و تفریع و تاصیل کسی بات میں آپ دوسرے کی سند نہ پکڑیں ابھی ابھی حق ظاہر ہوا جاتا اور دھوکا زوال پاتا ہے اور دیکھو تمہیں اللہ کے معاملے میں فریب نہ دے وہ فریبی، اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ میرا بیان آپ نے حضور قلب سے کان لگا کر سنا تو راہ پالئے ہوں گے کہ میرا کلام نفس تقلید کی محض ذات میں تھا اس میں کوئی اثر کسی قید کا نہ تھا تو خاص کسی

للسوال عن خصوص نوع وتعيينه و
ما بان مجملا وما كان مجملا فما
الاقتراح لتبيينه اما ان المكلف
هل يتخير ام يخير فبحث اخر
والكلام فيه فاش مشتهر ولهما
ثالث فى الالتزام والكل خارج عن هٰذا
المرام فاياك ثم اياك ان تخلط
الكلام وتخرج المقال عن النظام
وعليك بالانصاف خير الاوصاف،
فان رأيت ما التمسته انت ولم يأتك
بدءً انه هو الطريق القويم
فذاك المأمول من طبعك السليم
وودك القديم والا فانى اعوذ بربى
وربك ان تكابر تحقيقا او تدابر
صديقا وان ابيت فما انا بآت
ما اتيت ولعلك تجد من يجازى
بمثل ولا يمل مكابرة ولا يخشى
مدابرة والله الهادى وله
الحمد فى الاولى والاٰخرة
وصلى الله تعالٰى على سيدنا
ومولانا الامام الامين فاتح
الخلق وخاتم النبيين محمد
شارع الاجتهاد للماهرين
وامر التقليد للقاصرين
وعلٰى اٰله الطاهرين وصحبه

نوع کی تعیین سے سوال کے کوئی معنی نہیں اور
جس کلام کا مطلب صاف تھا کوئی اجمال نہ تھا
اس کی شرح چاہنا کیا۔ رہا یہ کہ مکلف بہتر کو
چھانٹے یا مختار ہے، یہ دوسری بحث ہے اور
اس میں کلام مشہور ومعروف ہے اور ان دو
کے لئے مسئلۂ التزام میں تیسرا اور ہے اور
سب اس مطلب سے باہر ہیں تو دیکھو خبردار کلام
کو خلط نہ کرنا اور بات کو اس کے سلسلے سے
باہر نہ لے جانا اور آپ پر انصاف لازم ہے کہ
وہ بہترین اوصاف ہے۔ پس اگر آپ دیکھیں کہ
یہ جواب جو آپ کی خواہش پر آیا اور اس نے
خود پہل نہ کی یہی سیدھا راستہ ہے جب تو آپ کی
طبع سلیم و دوستی قدیم سے اس کی امید ہے ورنہ
میں اپنے اور آپ کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس
سے کہ آپ تحقیق کے ساتھ مکابرہ کریں یا دوست
سے قطع دوستی۔ اور اگر نہ مانئے تو میں ایسا
نہ کروں گا اور کیا عجب کہ آپ کو کوئی ایسا مل جائے
جو آپ ہی جیسا برتاؤ کرے، نہ مکابرے سے
تھکے نہ قطع محبت سے ڈرے۔ اور اللہ ہادی
ہے اور دونوں جہان میں اسی کے لئے حمد ہے،
اور اللہ کی درودیں ہمارے سردار و مولیٰ وپناہ
وامین، آغاز خلقت و انجام رسالت محمد صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم پر جنھوں نے ماہروں کے واسطے
اجتہاد مشروع کیا اور کوتاہ دستوں کو ان کی تقلید کا
حکم دیا، اور ان کی پاکیزہ آل اور غلبہ والے

الظاھرین و مجتہدی ملتہ والمقلدین
لھم باحسان الی یوم الدین و بارك
وسلم ابد الاٰبدین اٰمین اٰمین
والحمد للہ رب العٰلمین ۔

اصحاب اور مجتہدینِ ملت اور خوبی کے ساتھ قیامت
تک ان کے مقلدین پر اور اللہ کی برکتیں اور
اس کا سلام ہمیشگی والوں کی ہمیشگی تک ۔
آمین آمین ! اور ساری خوبیاں اللہ کو جو سارے
جہان کا مالک ہے ۔(ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعشر بقین من جمادی الاٰخرۃ
سنہ ۱۳۱۹ھ

خط دوم عرب صاحب بقبول ہدایت اُولٰی واستفادہ مسئلہ اُخرٰی

بخدمۃ[1] حضرۃ العالم الفاضل جناب مولوی[2] احمد رضان صاحب
قادری[3] سلمہ

امابعد حمد اللہ العظیم والصلٰوۃ
والسلام علٰی نبیہ الکریم فاقول بعد
السلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان
کتابك المنبئ عما عندك فی التقلید
وفرضیتہ القطعیۃ قد وصل بہ السرور
قد حصل لازلت موفقا و مھدیا و
لکن قد بقیت مسئلۃ اخرٰی ھی
قرینۃ لمسئلۃ التقلید وھی مسئلۃ
القول بان لاولیاء اللہ رضی اللہ عنھم

اللہ کی حمد اور اس کے نبی کریم پر درود وسلام کے
بعد میں السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد
کہتا ہوں کہ آپ کا نامہ تقلید اور اس کی فرضیت
قطعیہ میں آپ کے اعتقاد سے خبر دینے والا آیا
اور خاص اسی کے سبب بیشک سرور حاصل ہوا
آپ ہمیشہ توفیق پائیں اور ہدایت کے ساتھ رہیں،
لیکن ایک مسئلہ اور باقی رہ گیا ہے وہ اسی
مسئلہ تقلید کے متصل مذکور ہے اور وہ مسئلہ
اس کہنے کا ہے کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم

---

[1] ھکذا بخطہ ۱۲   [2] ھکذا بخطہ ۱۲   [3] ھکذا بخطہ ۱۲

42

تصرفٌ عـه فی العالم بمعنی ان الکاملین من البشر قد فوض الیھم انتظام جزء من العالم ومنھم من فوض الیه العالم کله فمنھم من ھو مثل الوزیر ومنھم من ھو مثل العمال ومنھم من ھو مثل الاعوان ولا اقول ان التصرف لیس له الا ھذا المعنی بل انا لا استبشع الا ھذا المعنی فان کان علی التصرف بھذا المعنی دلیل من الشرع فافدنی به وان کان للتصرف معنی غیر لبشع فعلمنیه۔ والسلام محمد طیب۔

ویا سیدی انی لما تأملت جوابك عن مسئلة وجوب التقلید وجدتك تقول ان کلامك فی التقلید المطلق لا فی المقید افترید ان التقلید الخاص لشخص معین غیر واجب فان کان ھذا مرادك فعرفنا به والا فبین لنا مطلبك ولیس مرادنا من مخاطبتك الا الاطلاع علی ما عندك ونسئلك المسامحة فی التکلیف۔

کے لئے عالم میں تصرف حاصل ہے اس معنی پر کہ کامل آدمیوں کو ایک حصہ عالم کا انتظام سپرد ہوا ہے اور بعض کو تمام جہان سپرد ہے تو ان میں کوئی وزیر کی مانند ہے اور ان میں کوئی کارکنوں کی طرح اور ان میں کوئی سپاہی کی شکل ہے اور میں نہیں کہتا کہ تصرف کے لئے بس یہی معنی ہیں بلکہ میں ناخوش نہیں سمجھتا مگر اسی معنی تصرف پر شرع سے کوئی دلیل ہو تو مجھے افادہ فرمائیے اور اگر تصرف کے کوئی اور معنی ہوں کہ ناخوش نہ ہوں تو مجھے تعلیم کیجئے۔ والسلام۔ محمد طیب۔

اور اے میرے آقا! جب میں نے مسئلہ وجوب تقلید میں آپ کے جواب کو غور کیا تو آپ کا یہ بیان پایا کہ آپ کا کلام مطلق تقلید میں ہے نہ مقید میں، تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص معیّن کی خاص تقلید واجب نہیں۔ پس اگر آپ کی یہ مراد ہے تو ہمیں اس کی معرفت دیجئے ورنہ ہم سے اپنا مطلب بیان کیجئے اور آپ کے مخاطبے سے ہماری اسی قدر مراد ہے کہ جو کچھ آپ کے نزدیک حکم ہے وہ ہمیں معلوم ہو جائے اور ہم اس تکلیف دہی میں آپ سے معافی مانگتے ہیں فقط۔

مترجم غفراللہ لہ گزارش کرتا ہے کہ عرب صاحب کا یہ دوسرا خط ایک مدت کے بعد ماہ رجب میں آیا، حضرت عالم اہلسنت دام ظلہم اندر تشریف فرما تھے، دروازے پر ایک سید صاحب تشریف رکھتے تھے، عرب صاحب کا فرستادہ کوئی لڑکا انھیں خط دے کر روانہ ہوا، جب خط ملاحظہ عالیہ

عـه ھکذا بخطہ ۱۲

42
42

حضرت مکتوب الیہ میں حاضر ہوا اگرچہ مدت سے دورۂ درد کمر شروع ہوگیا اور بخار بھی تھا مگر فوراً جواب دینا چاہا، خط لانے والے کے لئے ارشاد ہوا ذرا ٹھہریں۔ معلوم ہوا کہ وہ تو اُسی وقت چلتا ہوا اور وہ سید صاحب اسے پہچانتے بھی نہیں کہ کون تھا کہاں گیا۔ حکیم مولوی خلیل اللہ خاں صاحب بریلوی رامپور سے وطن واپس تشریف لانے والے تھے ان کا انتظار کرکے دوسرا مفاوضۂ عالیہ ان کے ہاتھ مرسل ہوا۔

مفاوضۂ دوم حضرت عالم اہلسنت مدظلہ بجواب خطِ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

سمع سامع حسن بلاء اللّٰہ فینا فلوجہہ الکریم الحمد حمدا یکفینا، ومن کل داء باذنہ لیشفینا، ومن کل عاھۃ بمنہ یقینا، ویزیدنا بفضلہ ھدی ویقینا والصلٰوۃ والسلام علٰی والینا وسیدنا وھادینا وشافعنا وشافینا الاراف بنا من امھاتنا وابینا خلیفۃ اللّٰہ الاعظم فی العالمینا، المولٰی علینا وعلی ماخلفنا ومابین ایدینا وعلٰی اٰلہ وصحبہ الفائزین فوزا مبینا، واولیائہ المتصرفین فی العالم باذنہ تمکینا، وعلینا بھم ولھم اجمعینا ویرحم اللّٰہ من قال اٰمینا۔ اما بعد فجاء الکتاب وسر بہ قلوب الاحباب لما فیہ افصاح

جو کان رکھتا ہو ہم پر اللہ تعالٰی کی خوبی نعمت سُنے اسی کی وجہ کریم کے لئے وہ حمد ہے جو ہمیں بس ہو اور باذنِ الٰہی ہمیں ہر مرض سے شفا بخشے اور باحسانِ ربانی ہمیں ہر آفت سے بچائے اور بفضلِ خداوندی ہمیں ہدایت ویقین زیادہ فرمائے، اور صلٰوۃ وسلام ہمارے والی ہمارے مولٰی ہمارے ہادی ہمارے شافع ہمارے شافی پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں تمام جہان میں سب سے بڑے نائب خدا ہیں ہم پر اور تمام آئندہ مخلوق اور گزشتہ خلقت سب پر والی وحاکم ہیں اور ان کے آل واصحاب پر کہ روشن کامیابی سے کامیاب ہیں اور ان کے اولیاء پر کہ ان کے حکم سے قابو پاکر عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان سب کے صدقے میں ان کی برکت سے ہم پر، اور اللہ کی مہر آمین کہنے والے پر، بعد حمد وصلٰوۃ واضح ہو خط آیا اور دلِ دوستاں نے سرور پایا کہ اس سے قبولِ حق صاف پیدا تھا اور

بقبول الصواب واقتراح فی مسئلة
اخرٰی لکشف الحجاب وھکذا دیدن
اولی الالباب یردون ناھلین مناھل
العباب لیرتووا و یرووا من یرووہ
فی تباب، فاردت وحق لی من فوری الجواب
وان کان للحمی بحمای اقتراب و
وجع فی الخاصرۃ قد طال وطاب
کفارۃ للذنوب ان شاء الوھاب
والی الاٰن منہ بقیۃ للذھاب و
فانبئت ان الاٰتی بالکتاب اٰب وغاب و
لم ادر من ھو والی این ثاب حتی جاء
اخی وانسی وسرور نفسی الحکیم المولوی
خلیل اللہ خان حفظہ اللہ الٰی یوم الحساب
فاحببت ان ارسل علٰی یدیہ الجواب
لان مثل الکتاب لا احب ان یکون
الا باصطحاب وبربنا نستعین فی کل
باب، نعم قد قلت واقول ان مقولی
الذی کان عنہ السؤال انما کان
فی التقلید من دون تقیید لکن یا اخی
ھل یشعر الحکم علٰی مرسل بنفیہ
عن شیئ فی حوزہ دخل فمع قطع النظر
عن ان سوالک ھذا الجدد علٰی ان
لا یرٰی لہ منشؤ سدد ان اشعر اشعر
بنفی الفرضیۃ ایۃ فرضیۃ للقطع مرضیۃ
فما ذا الوثوب الی الوجوب، وھا انت

ایک اور مسئلے سے پردہ کشائی کی درخواست تھی
اور خردمندوں کا یہی دستور ہے کہ پیاسے ہوں تو
دریائے عظیم کے گھاٹ پر آتے ہیں کہ آپ سیراب
ہوں اور جسے ہلاک ہوتا دیکھیں اسے سیراب کریں
میں نے چاہا اور خود یہی مجھے سزاوار تھا کہ فوراً جواب
دوں اگرچہ تپ کو میرے بدن سے قریب تھا اور
کمر میں درد کہ مدتوں رہا اور اچھا ہوا اللہ چاہے
تو گناہوں کا کفارہ تھا اور ابھی اس کا بقیہ جانے
کو باقی ہے اتنے میں مجھے خبر ملی کہ آرندہ پلٹ گیا
اور غائب ہوا اور مجھے نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا
اور کہاں واپس گیا یہاں تک کہ میرے برادر
مونس و سرور قلب حکیم مولوی خلیل اللہ خاں کہ اللہ تعالٰی
قیامت تک ان کا نگہبان ہو آئے تو میں نے انکی
معرفت جواب بھیجنا چاہا کہ ایسے خطوط میں مجھے یہی
پسند ہے کہ کسی کے ساتھ ہی مرسل ہوں اور ہم
معاملے میں اپنے رب کی مدد چاہتے ہیں، ہاں بیشک
میں نے کہا اور اب کہتا ہوں کہ میرا وہ کلام جس سے
سوال ہوا بے کسی تخصیص کے محض تقلید میں تھا مگر
برادرم! کیا کسی مطلق پر حکم ایسی کسی شئے سے نفی بتاتا
ہے جو اس کے احاطہ میں داخل ہے تو قطع نظر
اس سے کہ آپ کے اس سوالِ تازہ کا شاید
کوئی صحیح منشا نظر ہی نہ آئے وہ کلام اگر بالفرض
مشعر ہوگا تو خاص سے نفی فرضیت کا، کسی فرضیت
جو یقین کے لئے پسندیدہ ہے تو یہ وجوب کی طرف
کود جانا کیسا! اور ہاں یہ ہیں آپ سلیم طبیعت والے

اذ وقریحۃ سلیمۃ قد ابان ابن اخت
خالتك الکریمۃ ان البون بین الواجب و
الفرض کمثلہ بین السماء والارض بل قد
اظھر ان الفرض علمی وعملی، وان الکلام
ھٰھنا فی العلمی فما لی اراہ یعرف وینکر
ویخبر ویذھل عما یخبر وان اولتہ
بالافتراض القطعی فلم یقل بہ احد فی
الخصوص النوعی نعم اذا اتضح لك الحق
فی مبحث قد سبق فاعلن بافتراض التقلید
المطلق فمثلك بالاعتراف للحق احق ثم
ان اردت ان تصدر بالحق عما وردت
فاجبنی اولاً عما سألتك وطرحت الجواب
ان کیف عملك وعلمك بمحلك ومجالك
فی ھذا الباب الی غیر ذٰلك مما فصلتہ
فی اول کتاب ثم اذا انت
من اخوان العلم وقد قلت
اخدمہ منذ ثلثین سنۃ
فلا یظن بك انت لا تعمل
او تعمل وانت عن حکم سبیلہ
فی غفلۃ وسنۃ وقد علمت
ان ابناء الزمان فی
ذا المنھج لیسوا علی شان
بل ھم بین مکفر ومحرم
ومجوز وملزم ومخیر
ومتخیر ومطلق و

خود آپ کی خالہ کے بیٹے کا بھانجا ظاہر کرچکا کہ واجب و
فرض میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ یہ روشن
کرچکا کہ فرض دو قسم ہے، علمی و عملی، اور یہاں
گفتگو علمی میں ہے، تو اب کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو
پاتا ہوں کہ پہچان کر شناسا سا ہوتا ہے اور خود خبر
دے کر بھولا جاتا ہے، اور اگر آپ اسے فرضیت
قطعیہ سے تاویل کریں تو خاص نوع میں اس کا
کوئی قائل نہیں، ہاں جب کہ گزشتہ بحث میں آپ
پر حق واضح ہوگیا ہے تو تقلید مطلق کی فرضیت کا
اعلان دیجئے کہ آپ جیسے کو حق کا اقرار زیادہ
سزاوار ہے پھر اگر آپ چاہیں کہ جہاں آئے وہاں
سے حق کے ساتھ پلٹے تو اولاً ان امور کا جواب
دیجئے جو میں نے سوال کئے اور آپ نے جواب
نہ دیئے کہ اس باب میں آپ کا عمل کیونکر رہا اور
آپ اس میں اپنا مرتبہ و اقتدار کہاں تک جانتے
ہیں اور اس کے سوا اور سوالات جو نامہ اول میں
میں نے بہ تفصیل لکھے۔ پھر جبکہ آپ برادران علم
سے ہیں اور خود اپنے منہ سے تیس سال سے
اسکے خادم رہے ہیں تو یہ تو آپ پر گمان نہ ہوگا
کہ آپ عمل ہی نہیں کرتے یا عمل کرتے ہیں تو اس
طرح کہ اس کی راہ کے حکم سے غفلت و خواب
میں ہیں۔ اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ ابنائے
زمان اس مسلک میں ایک حال پر نہیں بلکہ
کوئی کفر کہتا ہے کوئی حرام، کوئی جائز، کوئی واجب،
کوئی تخییر کی راہ چلتا ہے کوئی تخیر کی۔ کوئی مطلق

حاصر فی الاربعة الاکابر و قائل بالتلفیق
و مائل فیه الی التفسیق و مبیح
فی اعمال لا فی عمل و مرخص و
ناہٍ بعد العمل فهذه عدة
مواضع ولهم فی کلها مشارع و منازع
و من طلب الحق و جانب المراء فلیس
الکلام معهم علی حد سواء فعین لی
ثانیا فی جمیعها ما انت سالکه
لنخاطب علی منسك انت ناسکه
ثم ائت اخاك سائلا مستفیدا
لا صائلا عنیدا اولِن فی یده
و انقد بقوده فمنهما سألك
عن شیئ فاجب و اینما سار بك
فاقصد و اقترب فبعون الله
لیسلکن بك صراطا سوی و لیسدن رجلك
حتی یوقفك علی منزل الهدی
و لربما لا یعرف بدء بعض مقاصده
ثم یحمد اخرا حسن موارده فمن
طلب الحق فهذا السبیل و حسبنا
الله و نعم الوکیل اما سؤالك
عن تصرف الاولیاء فی العالم
و اعترافك انك لا تستشبع من
معانیه الا ما تعلم فان
کان مرادك بتفویض امر
ما یوجب معاذ الله

کہتا ہے، کوئی چار اکابر میں محصور کرتا ہے، کوئی
تلفیق مانتا ہے، کوئی اسے فسق بتانے کی طرف
جھکتا ہے، کوئی کہتا ہے مختلف اعمال میں جائز ہے
نہ ایک میں، کوئی عمل کے بعد رخصت دیتا کوئی منع
کرتا ہے۔ تو یہ متعدد مواضع میں اور لوگوں کیلئے
ان سب میں مختلف راہیں مختلف ماخذ ہیں اور جو حق
کا طالب اور جدال سے مجتنب ہو تو ظاہر ہے کہ
ان سب کے ساتھ گفتگو ایک روش پر نہیں۔
تو ثانیاً ان تمام مواضع میں اپنا مسلک معین کیجئے
کہ آپ سے اسی روش پر کلام ہو۔ اس کے بعد
اپنے بھائی کے پاس طلبِ فائدہ کے لئے آئیے
نہ حملہ آور ہٹ دھرم بن کر اور اس کے ہاتھ میں
نرم ہوجائیے اور جدھر وہ کھینچے کھنچ جائیے، جو کچھ
پوچھے بتائیے، جہاں لے چلے قصد کیجئے اور قریب
ہوجائیے تو قسم ہے کہ وہ اپنے رب کی مدد سے
آپ کو سیدھی راہ لے جائے گا اور آپ کو آہستہ آہستہ
چلائے گا یہاں تک کہ منزلِ ہدایت پر کھڑا کر دیگا
اور بیشک بارہا ابتدا میں اس کے بعض مقصد
پہچان میں نہ آئیں گے پھر انجام کار اس کی خوبی
مورد کی حمد ہوگی تو جو طالب حق ہو تو راہ یہ ہے
اور اللہ ہمیں کافی ہے اور اچھا کام بنانے والا۔
رہا عالم میں تصرف اولیائے سے آپ کا سوال
اور آپ کا اقرار کہ اس کے معانی سے آپ وہی
ناخوش سمجھتے ہیں جو آپ کے علم میں ہے اگر سپرد
کر دینے سے آپ کی وہ مراد ہو جو معاذ اللہ

تعطیل ذی الامر کملك فی الدنیا
ولی ان ممة امر الٰی بعض الامراء
فتنفذ احکامه فیه غنیة عن
احکام الملك فی خصوص ما جری
بل من دون عمله بما حدث واعتری
وکذٰلك بالعون والوزیر من هو
للملك معین ونصیر یتحمل
عنه بعض ما علیه من الاوزار
والاثقال ویفیده عونا فیما یهمه
من الاعمال والاشغال فهذا لا شك
بشع شنیع لا محض بشع بل کفر
فظیع وحاش ﷲ ان یتوهمه احد
من المسلمین بل کافر ایضا اذا کان
من الموحدین فاستبشاعك اذن
انما یرجع الی معنی باطل اخترعه
توهم عاطل ما له فی المسلمین
عین ولا اثر ومن ساء بهم ظنا
فقد کذب وفجر وان کان
معناك واجیرك باللّٰه ان یکون
مرمالك ان البشع ان یکون
المولٰی سبحٰنه وتعالٰی شرف جمعا
من عبادہ المکرمین بان اذن لهم
فی التصرف فی العٰلمین من دون ان یجری
فی ملکه الا ما یشاء او یکون لغیره ذرة
من ملك فی ارض او سماء او یتوهم هناك

مالک امر کو معطل کر دینے کی موجب ہو جیسے دنیا کا
کوئی بادشاہ کسی کام کی باگیں ایک امیر کو سپرد
کر دے تو اس میں اس امیر کے احکام نافذ
رہیں گے اور خاص خاص وقائع میں احکامِ شاہی
کے محتاج نہ ہوں گے بلکہ جو واقعہ نیا پیدا ہوا
اور جو پیش آیا بادشاہ کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی اور
ایسے ہی سپاہی و وزیر سے وہ مراد ہو جو بادشاہ
کی اعانت و یاوری کرے اس پر سے بعض بوجھ
اور بار اُٹھا لے بعض کار و شغل میں جن کی بادشاہ
کو فکر تھی اسے مدد دے کر فائدہ پہنچائے تو
بیشک ناخوش و قبیح ہے، نہ صرف ناخوش
بلکہ سخت ہولناک کفر ہے اور خدا کی پناہ کہ اس کا
وہم گزرے مسلمان بلکہ کسی کافر کو بھی جب کہ خدا کو
ایک جانتا ہو، اس تقدیر پر آپ کا ناخوش جاننا
ایک ایسے معنیٰ باطل کی طرف راجع ہے جسے بے اصل
وہم نے گھڑ لیا، مسلمانوں میں نہ اس کا وجود نہ نشان،
اور جو مسلمانوں پر بدگمانی کرے وہ جھوٹا اور بدکار
ہے اور اگر آپ کی مراد یہ ہو (اور میں آپ کو
خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ آپ کی مراد ہو) کہ
ناخوش یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے گرامی بندوں
سے ایک گروہ کو شرف بخشے انھیں عالم میں
تصرف کا اذن دے بغیر اس کے کہ اس کے ملک
میں بے اس کے چاہے کچھ ہو سکے یا اس کے
غیر کے لئے زمین یا آسمان میں کوئی ذرہ بھر ملک
ہو یا یہاں کسی قدر معطل ہو نے یا بوجھ اٹھانے

شیٔ من تعطیل او تحمل وزراء و تخفیف ثقیل کما اذن سبحنه لجبریل و میکائیل و عزرائیل وغیرهم من قربی حضرة الجلیل علیهم الصلٰوۃ والسلام بالتبجیل فی تدبیر القطر والمطر والزرع والنبات والریاح والجنود والحیٰوۃ والممات وتصویر الاجنۃ فی بطون الامهات وتیسیر الرزق وقضاء الحاجات الی غیر ذٰلك من حوادث الکائنات وهم فیما بینهم علٰی منازل شتی کما انزلهم ربهم حتما و بتا سلاطین ووزراء واعوان وامراء فهٰذا مایقوله المسلم ولامراء وهٰذا کلام اللّٰه قولا فصلا وحکما عدلا قائلا فالمدبرات امرا[1] توفته رسلنا[2] قل یتوفکم ملك الموت الذی وکل بکم[3] وهو القاهر فوق عبادہ و یرسل علیکم حفظة[4] له معقبٰت من بین یدیه و من خلفه یحفظونه من امر اللّٰه[5] اذ یوحی ربك الی الملٰئکة انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا[6]

بار بار ہلکا کرنے کا وہم گزرے جیسے اس پاک بے نیاز نے جبریل و میکائیل و عزرائیل وغیرہم مقربانِ بارگاہِ عزت علیہم الصلٰوۃ والتحیۃ کو بوندوں اور بارش اور روئیدگی اور ہواؤں اور لشکروں اور زندگی اور موت کی تدبیر اور ماؤں کے پیٹ میں بچوں کی تصویر اور خلق کے لئے روزی آسان اور حاجتیں روا کرنے اور ان کے سوا اور حوادثِ کائنات کا اذن دیا ہے اور وہ قطعاً یقیناً اپنے آپس میں مختلف مرتبوں پر ہیں جسے اس کے رب نے جو مرتبہ بخشا ہے بادشاہ و وزیر و سپاہی و امیر، تو یہ بات بیشک مسلمانوں کے کہنے کی ہے اور یہ ہے اللہ کا کلام فیصلہ کرنے والا، ارشاد اور عدالت والا حاکم کہ فرما رہا ہے: "قسم ان کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں، اسے ہمارے رسولوں نے وفات دی، تو فرما تمہیں ملک الموت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر فرمایا گیا ہے۔ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان۔ آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں خدا کے حکم سے۔ جب وحی بھیجتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم ثابت قدمی بخشو ایمان والوں کو۔"

---

[1] القرآن الکریم ۷۹/ ۵
[2] القرآن الکریم ۳۲/ ۱۱
[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۱
[4] القرآن الکریم ۱۳/ ۱۱
[5] القرآن الکریم ۸/ ۱۲

انه لقول رسول کریم ۝ ذی قوۃ عند ذی العرش مکین ۝ مطاع ثم امین[1] ۝ انما انا رسول ربك لاھب لك غلامًا زکیا[2] انی جاعل فی الارض خلیفۃ[3] یا داؤد انا جعلنٰك خلیفۃ فی الارض[4] انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق ۝ والطیر محشورۃ کل له اواب[5] ۝ فسخرنا له الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب[6] ۝ والشیاطین کل بناء و غواص[7] ۝ و اٰخرین مقرنین فی الاصفاد[8] ۝ ھذا عطاؤنا فامنن او امسك بغیر حساب[9] ۝ ابرئ الاکمه و الابرص و احی الموتٰی باذن اللّٰه[10]، ولکن اللّٰه یسلط رسله علی من یشاء[11]۔

بے شک وہ ایک عزت والے زبردست رسول کی بات ہے کہ مالکِ عرش کے حضور جس کی عزت ہے وہاں اس کا حکم چلتا ہے امانت والا ہے۔ میں تو یہی تیرے رب کا رسول ہوں اور میں تجھے ستھرا بیٹا عطا کروں۔ بے شک میں زمین پر نائب بنانے والا ہوں۔ اے داؤد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔ بے شک ہم نے اسکے ساتھ پہاڑوں کو قابو کر دیا پاکی بولتے ہیں پچھلے دن اور سورج چمکتے اور پرندوں کو مسخر کر دیا گروہ کے گروہ جمع کیے ہوئے، سب اس کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ تو ہم نے سلیمان کے قابو میں ہوا کو کر دیا کہ سلیمان کے حکم سے نرم نرم چلتی ہے جہاں وہ چاہے اور دیو مسخر کر دیے اور ہر راج اور غوطہ خور اور بندھنوں میں جکڑے ہوئے، یہ ہماری دین ہے تو چاہے دے چاہے روک رکھ بے حساب میں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اچھا کرتا ہوں اور میں مُردے جلا دیتا ہوں خدا کے حکم سے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو قابو دیتا ہے

---

[1] القرآن الکریم ۸۱/ ۱۹، ۲۰، ۲۱
[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۱۹
[3] " " ۲/ ۳۰
[4] " " ۳۸/ ۲۶
[5] " " ۳۸/ ۱۸، ۱۹
[6] " " ۳۸/ ۳۶
[7] " " ۳۸/ ۳۷
[8] " " ۳۸/ ۳۸
[9] " " ۳۸/ ۳۹
[10] " " ۳/ ۴۹
[11] " " ۵۹/ ۶

اغناهم الله و رسوله من فضله[1]. حسبنا الله سیؤتینا الله من فضله و رسوله[2]. یا ایها الذین اٰمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم[3] و لو ردوه الی الرسول و الی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم[4] فنبئنی بعلم ماذا تستبشع فیه انما عهدی بك عقولا غیر سفیه والله الهادی وولی الایادی وللعبد الضعیف فی هذا الباب کتاب جامع نافع مستطاب یهدی المستهدی الی الصواب ویردی المستهوی الی التباب جار طبعه باذن الوهاب سمیته "الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء" (۱۳۱۱ھ) ولقبته "باکمال الطامه علٰی شرك سوی بالامور العامة" (۱۳۱۱ھ) تجد فیه ستین اٰیة وثلث مائة احادیث تمیز الطیب من الخبیث و فیما تلوت کفایة لاولی الدرایة و

جس پر چاہے۔ انھیں غنی کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ ہمیں خدا بس ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں کاموں کے اختیار والے ہیں۔ اور اگر اسے لاتے رسول کے حضور اور اپنے ذی اختیاروں کے سامنے تو ضرور اسکی حقیقت جان لیتے وہ جو ان میں بات کی تہہ کو پہنچ جانے والے ہیں۔ تو اب علمی راہ سے کہئے اس میں آپ کو کیا برا لگتا ہے، اور میں نے آپ کو جب دیکھا تھا عاقل غیر سفیہ ہی پایا تھا اور اللہ ہادی اور نعمتوں کا مالک ہے۔ اور بندۂ ضعیف کی اس باب میں ایک کتاب جامع نافع مستطاب ہے کہ ہدایت چاہنے والے کو راہِ حق دکھاتی اور تباہی میں گرنے والے کو ہلاک کرتی ہے بحکم الٰہی زیر طبع ہے میں نے "الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء" (۱۳۱۱ھ) اس کا نام اور "اکمال الطامہ علٰی شرك سوی بالامور العامہ" (۱۳۱۱ھ) لقب رکھا ہے اس میں ساٹھ آیتیں اور تین سو حدیثیں پائیے گا کہ طیب کو خبیث سے جدا کرتی ہیں اور جو آیتیں اس وقت میں نے تلاوت کیں عاقلوں کو وہی

---

[1] القرآن الکریم ۹/۷۴
[2] القرآن الکریم ۹/۵۹
[3] القرآن الکریم ۴/۵۹
[4] القرآن الکریم ۴/۸۳

بالله الهداية والحفظ والوقاية والحمد لله فی البداية والنهاية وصلی الله تعالٰی علی الوالی الاعظم والمولی الاکرم والمولی الاقدم وآله وصحبه قادة الامم واولیائه المتصرفین باذنه فی العالم وعلینا بهم وبارك وسلم اٰمین!

کافی ہیں اور اللہ ہی کی طرف سے ہدایت اور حفظ ونگہبانی ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ کو آغاز وانجام میں۔ اور اللہ کی درودیں والی اعظم مولائے اکرم وحاکم اقدم اور ان کے آل واصحاب پیشوایانِ اُمت اور اُن کے اولیاء پر کہ ان کے حکم سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے صدقے میں ہم پر اور اللہ کی برکت اور سلام، آمین۔ (ت)

کتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمدن النبی الامی
صلی الله تعالٰی علیه وسلم
للیلتین خلتا من شعبان ۱۳۱۹ھ

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
دوم شعبان ۱۳۱۹ھ

مترجم کہتا ہے غفرلہ، اس صحیفہ شریفہ کے بعد تین مہینے کامل انتظار ہوا، عرب صاحب کی طرف سے جواب نہ آیا، آخر تین مہینے تین دن کے بعد عالیجناب نواب مولوی محمد سلطان احمد صاحب قادری دام مجدہم کے ہاتھ کہ پنجم ذی القعدہ کو رامپور تشریف لئے جاتے تھے تیسرا صحیفہ شریفہ بہ تقاضائے جواب سوالات مرسل ہُوا۔

مفاوضہ سوم از حضرت عالم اہلسنت مدظلہ بتقاضائے جواب سوالات دو مفاوضہ سابقہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ نحمده ونصلی علی رسوله الکریم۔ وبعد فهذا رابع شهر مذ ارسلت الکتاب ولم تحر الجواب وقد کان کصاحب السابق الماضی علیه خمسة شهور مشتملا علی اسئلة دینیة لامعة النور فلم تجب عن هذا ولا عن ذاك مع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بعد حمد وصلوٰۃ یہ چوتھا مہینہ ہے کہ میں نے خط بھیجا اور آپ نے جواب نہ دیا اور یہ خط بھی پہلے کی طرح جسے پانچ مہینے گزرے ہیں روشن وتاباں سوالاتِ دینیہ پر مشتمل تھا آپ نے نہ اس کا جواب دیا نہ اس کا، حالانکہ یہ سلسلہ خود آپ ہی نے شروع کیا تھا

مع انك انت البادئ فیما هناك وانا امهلك عدة ایام اُخر لتجیب مفصلا عن كل مستطر فان مضی یوم الخمیس تاسع هذا الشهر النفیس ولم یأت منك الجواب تبین انك غلقت الباب و طویت الصحف وجف القلم بما سیجف ولله الحمد فی الاولٰی والاٰخرة والصلوات الزاهرة والتحیات الفاخرة علٰی سیدنا و صحبه و عترته الطاهرة ۔ اٰمین!

کتبه عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، لخمس خلون من ذی القعدة یوم السبت ۱۳۱۹ھ

میں آپ کو چند دن کی اور مہلت دیتا ہوں کہ جتنے سوالات لکھے ہیں سب کا مفصل جواب دیجئے، اگر روز پنجشنبہ کہ اس نفیس مہینے کی (دسویں)[عـــه] ہوگی گزر گیا اور آپ کی طرف سے سوالات کا جواب نہ آیا تو ظاہر ہوگا کہ آپ نے دروازہ بند کر لیا اور دفتر لپیٹ دیے اور قلم خشک ہو جائیگا جس بات پر عنقریب خشک ہونے والا ہے اور اللہ ہی کے لئے اوّل و آخر میں حمد ہے اور چمکتی درودیں اور گرامی تحیتیں ہمارے مولٰی اور انکے اصحاب و آلِ طاہرین پر، آمین! (ت)

کتبه عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، پنجم ذی القعدہ بروز شنبہ ۱۳۱۹ھ

مترجم غفرلہ کہتا ہے مسلمان ملاحظہ فرمائیں کہ اس صحیفۂ لطیفہ میں سوا تقاضائے جواب کے کیا تھا، عرب صاحب کی نسبت کون ساسخت کلمہ تھا مگر ہوا یہ کہ عرب صاحب جوابوں کے عجز سے بھرے بیٹھے تھے وہ سوال ان پر پہاڑ سے زیادہ گراں تھے ڈر تھا کہ مبادا جواب طلب ہوا تو کیا کہوں گا، جب پہلے کو پانچ اور دوسرے کو تین مہینے گزر گئے دل میں کچھ مطمئن ہوئے ہوں گے کہ شاید قسمت کا لکھا ٹل گیا مگر افسوس کہ ناگاہ ادھر سے تقاضوں کا پہاڑ ٹوٹ ہی پڑا، اب رنگ بدل گیا اور وُہ عجز جس سے بھرے بیٹھے تھے جہل بن کر اُبل گیا۔ اس صحیفہ شریفہ کا پہنچنا اور طیب صاحب کا نام کی طیب و پاکیزگی سے اپنی ذاتی اصالت کی طرف پلٹ جانا، اگلے مراسلات میں طرفین کے محاورات

عـــه پنجشنبہ کی دسویں خود اسی صحیفۂ شریفہ کی تاریخ سے ظاہر تھی کہ پنجم روز شنبہ ارشاد فرمائی، لفظ تاسع سبقِ قلم تھا اور خود پنجشنبہ صراحۃً مذکور ہونا رفع التباس کو بس تھا۔ مہلت پنجشنبہ تک عطا ہوئی وہ تاسع ہو یا عاشر ۱۲ مترجم۔

دیکھئے اور اب اس تحریر ثالث کو ملاحظہ کیجئے۔

خط سوم عرب صاحب بہ تبدیل رنگ و اظہار خشم بے درنگ

وصلنی خطك المورخ ۵ ذوالقعدة[عـ۱] ۱۱ ذوالقعدة[عـ۲] فکیف اجیبك یوم التاسع ولکن امتثالا لامرك سیأتیك الجواب الذی تعلم به انی ماسکت عن الجواب الا صیانة لاغلاطك ان تظهر ولجهلك ان یشهر ۔

ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت
وای غریم فی التقاضی غریمها

محمد طیب ۱۱

مجھے تمہارا خط پانچویں ذوالقعدہ کا لکھا گیارھویں ذوالقعدہ کو پہنچا تو میں نویں تاریخ کو کیسے تمہیں جواب دُوں، مگر آپ کا حکم ماننے کو عنقریب آپ کے پاس وہ جواب آتا ہے جس سے تمہیں معلوم ہوگا کہ میں جواب سے صرف اس لئے خاموش رہا تھا کہ تمہاری غلطیوں کو ظاہر ہونے اور تمہاری جہالت کو تشہیر سے بچاؤں" اب جانا چاہتی ہے لیلیٰ کہ کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرض خواہ تقاضا کرنے میں کیسا قرض خواہ ہے۔"

محمد طیب ۱۱

مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ تقاضائے جواب پر عجز کی جھنجلاہٹ نے عرب صاحب کو ایسے غیظ میں ڈالا کہ ذرا سے کارڈ میں بدحواسیاں صادر ہوگئیں، مثلاً پہلی بدحواسی کہ ابتدا میں القاب و آداب درکنار اللہ عزوجل کا نام بھی چھُوٹا، پہلے دونوں خط مسلمانی طریقے پر بسم اللہ شریف یا حمد و صلوٰۃ سے آغاز تھے اس کی ابتدا یہیں سے ہے کہ وصلنی خطك (تمہارا خط پہنچا) دوسری بدحواسی براہِ طنز و تمسخر ایک[عــہ] پرانا شعر لکھ دینے کا شوق چرایا تو ایسے بہکے کہ اپنے ہی کو لیلیٰ بنایا،

عــہ یہ شعر ایک عجیب قصیدے کا ہے جس کی تفصیل مضامین جناب مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی بیان کرتے تھے اگرچہ قصیدہ یہاں سے متعلق نہیں مگر" الشیئ بالشیئ یذکر" الخ پر بات یاد آجاتی ہے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عـہ۱ ھکذا بخطہ دام فی خبطہ ۱۲

عـہ۲ ھکذا بخطہ لازال فی خبطہ ۱۲

حق برزبان جاری شود، یہ نہ دیکھا کہ کون مدیون ہے کون قرضدار ہے سوالات کا قرضہ کس پر سوار ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

دوستان علم و ادب کے لئے اس کے بعض اشعار کہ اس وقت یاد آئے تحریر ہوتے ہیں، زبان عرب کا مستند شاعر اپنی ایک کنیز کی شان میں کہتا ہے:

عجبت للیلیٰ من نجبار اشتریتها
وکاتبتها کیما یتم نعیمها
فاصنعت الا الاباق مدینة
وما ابقیت الا ودینی ندیمها
ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت
وای غریم فی التقاضی غریمها
تمکنت بحکم الرق ثم تهنّدت
ابا فاوسیما الزنج فی القلب سیمها
تودّ او لو درس الخیانة لیتنا
مُدرِّسة للغدر فیما نقیمها
ترفضت الحناء ثم تنشرت
تعدّی الدواء الداء عجز حکیمها
فلیلیٰ وان کان اسمها طیبا غدت
خبیثة نفس یرتضیها لئیمها
ورُبّ مسمّی کاذب یعبق اسمه
بوائحة ما فی المسمّی نسیمها
کمهلکة تدعی بعکس مفازةٌ
وکافورة من نجیة بان شیمها
الیلی الیلیٰ ای دفار هجوت من
اتته المعالی صفوها وصمیمها

مجھے زنجبار کی لیلیٰ سے تعجب آتا ہے میں نے اسے خریدا اور مکاتب کیا تھا کہ اس کی آسائش پوری ہو (یعنی اتنا مال اپنے کسب سے کمائے تو تو آزاد ہے) اس نے کچھ نہ کیا سوا اس کے کہ میرا دَین لے کر بھاگ گئی اور وہ نہ بھاگی مگر اس حال پر کہ میرا دَین اس کے ساتھ ہے اب جانا چاہتی ہے لیلیٰ کہ کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرضخواہ تقاضا کرنے میں کیسا قرضخواہ ہے۔ کنیزی کے باعث مکیہ بنی پھر بھاگ کر ہندیہ ہوگئی اور زنگی صورت کی علامتیں دل میں موجود ہیں خیانت کے درس والے تمنا کرتے ہیں کاش ہم اسے اپنے یہاں بیوفائی کی تعلیم دینے پر مدرس مقرر کریں وہ سڑا ہندی پہلے تو رافضن بنی پھر نیچریہ ہوگئی، دوا کی حد سے مرض بڑھ گیا۔ اس کا حکیم اس کے علاج سے عاجز آیا تو لیلیٰ اگرچہ نام کی پاکیزہ ہے نفس کی خبیثہ ہے کہ اسے نفس کا کمینہ پسند کرے گا اور بہت جھوٹے نام کے مسمے ہوتے ہیں کہ نام ایسی خوشبو سے مہکتا ہے کہ مسمے میں جس کی ہوا بھی نہیں جیسے جائے ہلاک کو برعکس مفازہ یعنی جائے نجات کہتے ہیں اور زن زنگیہ کو جس کی سیاہیاں ظاہر ہیں

کس سے تقاضا ہے کس پر چڑھائی ہے عزیم نے کس کی جان پر بنائی ہے ؎
چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

خیر، ؎

مہرباں آپ کی خفت مرے سر آنکھوں پہ

تیسری بدحواسی خط تقاضا پہنچتے ہی یاران سرپل میں کھچڑیاں پکیں، وہابیت کی فوج مقہوریت موج (جو حضرت نواب خلد آشیاں مرحوم مغفور کے عہد سنیت مہد میں کرتے جوتے کے نیچے دبی تھی سر اٹھانے بلکہ مذہب بتانے کی جان نہ تھی اب کچھ کچھ کھل کھیلی اور گریز کرکے پر پرزے نکال چلی ہے) ہل چل مچی پرانے پرانوں کا سہارا لگا نے سنت کے خلاف پر ندوہ منانے سے کمیٹی میں یہ رائے پاس ہوئی کہ عرب صاحب نے بہت مدتوں سے دشمنی تقلید میں سر کھپایا، برسوں دو دچراغ کھایا، کچھ خرافات مزخرفات کا ملغوبا جمع کر پایا ہے۔ سوالات کے جواب کو تو اڑان گھائی بتایئے اور وہ پچھلی محنتوں کا سارا نتیجہ بنام جواب آگے لایئے۔ جب بعون اللہ تعالیٰ دندان شکن رد ہوگا، اس وقت تو وہ عوام کے آگے ناک رہ جائے گی کہ دیکھو ؎

ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

خط تقاضا چھٹی ذی القعدہ روز یک شنبہ کو پہنچا تھا، آٹھویں تک کمیٹی میں یہ رائے جم پائی اور وہ جواب بہ صد پیچ و تاب تحریر ہوا کہ جواب پیچھے سے دیں گے، صحیفہ تقاضا میں پنجشنبہ تک کی مہلت مقرر فرما دی تھی، اس کا یہ جواب سوچا کہ خط ہیں ال ذی القعدہ روز جمعہ کو پہنچا ہم پنجشنبہ تک جواب کیونکر دیتے یہاں تک تو عیاری و چالاکی سے کام لیا گیا۔ اب عجز کی بدحواسی اپنی جھلک دکھاتی ہے کمیٹی وہابیت نے ایسے کذب صریح کی رائے دی تھی تو لفافے میں بھیجنا تھا کہ کذب پر لفافہ رہتا عام شخصوں پر ثبوت نہ ہوسکتا مگر بدقسمتی سے کارڈ لکھا جس پر روانگی و وصول کی مہر یا سے ڈاک نے واضح کر دیا کہ لعنۃ اللہ علی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

دعی عنك تهجاء الرجال واقبلی
لك الحظ لا للاخيلية

کافورہ نام رکھتے ہیں اے لیلیٰ اری گندی تو نے اسکی ہجو کی جسے صاف و خاص بلندیاں حاصل ہوئیں، مردوں کی بدگوئی سے درگزر اور آ کہ میں لیلے اخیلیہ کا نہیں تیرا حصہ ہے ۱۲ مترجم

حضرت کا یہ فریب نامہ سہ شنبہ ۸ ذی القعدہ کو ڈاک خانہ رامپور سے روانہ ہو کر چہار شنبہ نہم ذی القعدہ کو خدمت اقدس بندگان حضرت مکتوب الیہ میں باریاب ہو لیا یعنی لکھے جانے سے دو دن پہلے ہی پہنچ گیا' انا للہ و انا الیہ راجعون، عرب صاحب کی ان خوبیوں پر بھی حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی نے اسی علم سے کام لیا جو ارباب علم کو اہل جہل کے ساتھ شایان ہے بلغور ملاحظہ فریب نامہ مذکورہ ڈاکخانہ سے رسید لے کر یہ صحیفہ چہارم امضاء ہوا۔

مفاوضۂ چہارم حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ بجواب خط سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ۔ وبعد فجاء الکتاب ولم یأت الجواب ولست متفرغا للجھل والسباب ووصولہ قبل وجودہ بیومین عجیب عجاب۔ وبعد قد بقی علیك من الیوم الی الغد الوقت الموعود فان مضی ولم یأت الجواب علم ان بابك مسدود وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارك علٰی صاحب المقام المحمود و اٰلہ وصحبہ الغر السعود والحمد للہ الغفور الودود۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
لتسع خلون من ذی القعدۃ ۱۳۱۹ھ
یوم الاربعاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم ۔ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو خط آیا اور جواب نہ آیا اور جہالت کی باتوں اور گالی گلوچ کی مجھے فرصت نہیں اور اس خط کا عالم ایجاد میں آنے سے دو دن پہلے یہاں پہنچ جانا سخت تعجب کا اچنبھا ہے اور ہنوز آج سے کل تک آپ کے لئے روز موعود کا وقت باقی ہے اگر وہ گزر گیا اور جواب نہ آیا تو معلوم ہوگا کہ آپ کا دروازہ بند ہے اور اللہ تعالٰی کے درود و سلام و برکات صاحب مقام محمود اور ان کے آل و اصحاب نور و سعادت والوں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو گناہ بخشے اور اپنے بندوں سے محبت فرمائے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
نہم ذی القعدہ ۱۳۱۹ھ
روز چہار شنبہ

مترجم غفرلہٗ کہتا ہے کہ روزِ موعود گزرا اور جمعہ گزرا اور جواب نہ آیا تو اس صحیفۂ پنجم نے امضا پایا۔

مفاوضۂ پنجم حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ باعلام تمامی حجت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، وبعد فقد مضی امس یومك الموعود بل زاد علیہ الیوم الموجود یوم الجمعۃ المبارك المسعود ولم یأت منك شیئ من الردود فانجلی الحجاب و انتھی الخطاب والحمد للّٰہ الکریم الوھاب ولن یقبل منك ھذا الا الانقیاد لما ارشدناك الیہ من الحق والرشاد والحمد للّٰہ العلی الجواد والصلٰوۃ والسلام علی سید الاسیاد محمد و اٰلہ وصحبہ الامجاد ، اٰمین !

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدؐ المصطفی النبی الامی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لاحدی عشرۃ مضین من ذی القعدۃ سنہ ۱۳۱۹ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بعد حمد و صلوٰۃ بلا شبہہ کل آپ کا روزِ موعود گزر گیا بلکہ آج کا دن روزِ مبارک و ہمایوں جمعہ اور زائد ہوا اور آپ کی طرف سے کچھ جواب نہ آیا تو پردہ کھُل گیا اور مخاطبہ تمام ہوا اور سب خوبیاں اللہ کریم بہت عطا فرمانے والے کو، اور آپ سے کچھ پذیرا نہ ہوگا مگر اس حق و صواب کے لئے مطیع ہونا جس کی طرف ہم نے آپ کو ہدایت کی اور سب تعریفیں اللہ بالا و بے غرض بخشندہ کو اور درود و سلام سب سرداروں کے سردار محمد اور ان کے آل و اصحاب معززین پر۔ آمین !

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدؐ المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یازدہم ذی القعدہ ۱۳۱۹ھ

مترجم غفرلہٗ کہتا ہے الحمدللہ حضرت عالم اہلسنت کے ساتھ عرب صاحب کا مکالمہ ختم ہوا اور عرب صاحب کا جوابوں سے عجز روشن و آشکارا ہوگیا۔ ذٰلك بان اللّٰہ ھو الحق وان اللّٰہ لا یھدی کید الخائنین والحمد للّٰہ رب العٰلمین وقیل بُعداً للقوم الظٰلمین۔

زیادتِ افادت

عرب صاحب کی خوبی تہذیب اور اس کے جواب میں حضرت عالمِ اہلسنّت کا حلمِ عجیب ناظرین نے ملاحظہ فرمایا اب مستفیدانِ بارگاہِ سنّت کا ادب اجمل اور کریمہ واعرض عن الجٰھلین۱؎ پر کیا نہ عمل بنظرِ اعتبار مشاہدہ کیجئے۔ مکرمنا مولوی محمد واعظ الدین صاحب اسلام آبادی قادری برکاتی سلمہ الہادی نے اگرچہ عرب صاحب کے خطِ سوم میں کلماتِ جہل واشتلم ملاحظہ فرماکر آیہ کریمہ واغلظ علیھم۲؎ پر عمل چاہا مگر اثر تادیب و کمال تہذیب کہ عرب صاحب کو معذور ہی رکھا اور ان کی نسبت کلام خوبی واکرام ہی لکھا سارا قصور نفسِ امارہ پر طویلے کی بلا بندر کے سر۔

نامی نامہ مولانا واعظ الدین صاحب بجواب ہمال خطِ سوم عرب صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔

الٰی جناب الفاضل الوسیع المناقب الستیع المناصب المولوی طیّب صاحب دامت عنایتھم۔

امّا بعد فاتت الیوم کریمتکم المسطورۃ ونمیقتکم الغیر المستورۃ ضحٰی تاسع ذی القعدۃ یوم الاربعاء فوجدناھا علٰی خلاف ما ھو المامول من العلماء وایضًا علٰی خلاف ما عھد منکم فی اختیھا السالفتین فعلمنا انھا لیست من قبل قلبکم بل رشحۃ من النفس الامارۃ بالشین اذ لیس فیھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بجناب فاضل فراخ مناقب نیکی مناصب مولوی طیب صاحب دام عنایتہم۔

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو آج نہم ذی القعدہ روز چہارشنبہ وقت چاشت آپ کی گرامی کتابت اور بے پردہعہ تحریر آئی، ہم نے اس رنگ کے خلاف پائی جس کی علماء سے توقع تھی نیز اس طرز کے مخالف آئی جو اس کی دو اگلی بہنوں میں آپ کی طرف سے معروف رہے تو ہم نے جانا کہ وہ آپ کے قلب کی طرف سے نہیں بلکہ نفسِ امارہ کے چھینٹوں سے جو کثرتِ عیب کی طرف داعی ہے اس لئے

عہ بے پردہ دو وجہ سے، ایک تو کارڈ پر تھی دوسرے برہنہ گوئی ۱۲ مترجم

۱؎ القرآن الکریم ۷/۱۹۹ ۲؎ القرآن الکریم ۹/۷۳

جواب سؤال الاكذب وفحش وجهل
بضلال فسيدنا العلامة عالم
اهل السنة مد ظله و دام فضله
لما كشف عن خدرها و وقف على
هذرها وهجرها لم يجد
عليكم لاجلها بل تبسم ضاحكا من
قولها وقال رب اوزعني ان اشكر
نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي
وان اعمل صالحا ترضٰه وادخلني
برحمتك في عبادك الصٰلحين ع علما
منه بان لا معصوم الا من عصم
الله فكيف يؤخذ بجهل النفس
صديق قديم ما كان يرضاه
ولكنا نحن خدام العتبة العلية
في عجب عاجب من
هذه القضية كتاب يكتب
١١ ذي القعدة الحرام
ويصل لحضرة المكتوب
اليه تاسع الشهر من
ذلك العام وانا لموقنون
انكم من مثل هذا الكذب
الجلي منزهون وانما هو من تعاجيب نفس
امارة ولم تدر السفيهة ان منها على

کہ اس تحریر میں جھوٹ اور زبان درازی اور بہکی ہوئی
جہالت کے سوا کسی سوال کا جواب نہ تھا تو ہمارے
سردار علامہ عالم اہلسنت مدظلہ و دام فضلہ نے
جب کہ اس کا پردہ کھولا اور اس کی بیہودہ سرائی
و پریشان گوئی پر وقوف پایا اس کے سبب آپ
پر کچھ غضب نہ فرمایا بلکہ اس کی بات سے ہنستے ہوئے
مسکرائے اور دعا کی کہ "اے میرے رب! میرے
دل میں ڈال کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں
جو کہ تو نے مجھ پر اور میرے باپ دادا پر فرمائیں
اور میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور
مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل
فرمالے۔" وجہ یہ کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ معصوم
تو وہی ہے جسے اللہ عزوجل نے عصمت عطا
فرمائی تو نفس امارہ کی جہالت کے باعث ایک
پرانے دوست پر جو ایسی باتوں کو ناپسند رکھتا تھا
کیا مواخذہ ہو مگر خادمان آستانہ والا اس
معاملے میں سخت عجب میں ہیں خط لکھا جائے تو
جائے ذی القعدۃ الحرام کی گیارھویں کو اور حضرت
مکتوب الیہ کے پاس پہنچے اسی سال اسی
ذی القعدہ کی نویں کو، ہم کو یقین ہے کہ آپ
ایسے سفید جھوٹ سے برکنار ہیں یہ تو اسی
نفس امارہ کی انوکھیاں ہیں اور وہ احمق یعنی
نفس امارہ کی شرارت یہ نہ سمجھی کہ اس کے جھوٹ

ع نفس زبان عربی میں مؤنث ہے یہاں مطابقت ترجمہ کے لئے شرارت نفس یا شریرہ مکتوب ہوئی ۱۲ مترجم

كذبها الدليل والامارة فان تاريخ
ارسال القرطاس فى طابع بوسطة
رامفور ١٠ فروري يوم الثلثاء و
تاريخ وصوله فى طابع بوسطة بريلى
١٩ فروري يوم الاربعاء وهى تزعم
انها كتبت ٢١ فروري يوم الجمعة
الغراء فيالها من ولادة قبل الحمل
مالها نظير فى خارج ولا عقل، و
لا يخفى على جنابكم الرفيع ان مثل
هذا الاحتيال الشنيع لا تقضى الا بوقاحة
المحتالة ولا تفضى الا الى فضيحة
الفعالة وما هى الا النفس الامارة
اما قلبكم فلم يرض عاره ولاعواره فتبين
انها لو ارسلت الجواب لجاء قبل يوم الخميس
كهذا الكتاب ولكنها عجزت فمكرت
وكذبت وهجرت وزعمت انما بهذا
سترت فواحش جهلها ولا والله ظهرت
فيا مولانا الفاضل الكامل انا
اسألك بما رزقت من العلم والفضائل
ان تكبح عنانها عن الجهل والفحش
والرذائل وقل لها يا هذه تمضى
الشهور وتنقضى الدهور و
لا تردين الجواب و لو ان
السؤال كان طلاقًا عليكِ لخرجتِ
من العدة وحللتِ للخُطّاب

پر خود اس کی طرف سے دلیل وعلامت موجود
ہے کہ مہر ڈاک خانہ رامپور میں روانگی کارڈ کی
تاریخ ١٠ فروری سہ شنبہ ہے اور مہر ڈاکخانہ
بریلی میں پہنچنے کی تاریخ ١٩ فروری روز چارشنبہ
اور وہ شریرہ یہ بکتی ہے کہ اس نے یہ کارڈ
٢١ فروری روز روشن جمعہ کو لکھا تو یہ پیش از
حمل ولادت تو نہایت ہی عجیب ہے جس کی نظیر
نہ خارج میں ہے نہ ذہن میں۔ اور آپ کی جناب
میں پوشیدہ نہیں کہ ایسے بُرے حیلے کا حکم
نہیں ہوتا مگر اس سخت بدافعال کی رسوائی اور
وہ حیلہ گر بدکار کون ہے یہی نفس امارہ کی شرارت
آپ کا قلب تو اس کذب ومکر کے عار وعیب
پر راضی نہیں تو ظاہر ہوا کہ وہ شریرہ اگر جواب
بھیجتی تو اس کارڈ کی طرح جمعرات سے
پہلے آجاتا مگر وُہ تو عاجز آئی لہذا فریب کیا
اور جھوٹ بولی اور بیہودہ بکا اور سمجھی کہ اس تدبیر
سے اس کے جہل کی بے حیائیاں چھپ گئیں حالانکہ
خدا کی قسم ظاہر ہوگئیں، تو اے مولانا فاضل کامل!
آپ کو جو علم وفضائل ملے انھیں ذریعہ بنا کر
آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جہل اور فحش
اور کمینہ باتوں سے اس شریرہ کی باگ روکئے
اور فرمایئے کہ اے فلانی! مہینے گزریں، زمانے
پلٹیں اور تو جواب نہ دے۔ اگر بالفرض وہ
سوال تجھ پر طلاق بھی ہوتے تو تُو ضرور اتنی مدت
میں عدت سے نکل کر پیام دینے والوں کے لئے

ثم اذا طولبت فحشت وھذرت و خدعت ومکرت والی الأن علیك باقیة من الزمان الی القضاء الخمیس الموعود فان مضی ولم یصل جوابك ففحشك وجهلك علیك مردود ولا واللہ یا امارة جهلت علی عالم وا حتملت اثما احتملت لن یقبل منك الا الجواب عن کل ما سئلت و لا تظنی ان یلتفت العلماء الفحول الی ما تشحنین به جرابك من الجهل والفضول نعم ان طغیت وبغیت والجهل بغیت فلعلك تجدین من یجهل علیك فوق ما تجهلین فتعضی علی یدیك وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1]

دع عنك تهجاء الرجال واقبل الخ

والسلام علی من اتبع الهدی و صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وبارك علی المولی المصطفی و اٰله و صحبه دائما ابدا۔

کتبه الفقیر واعظ الدین القادری الاسلام آبادی غفر له المولی الهادی لتسع خلون من ذی القعدة ۱۳۱۹ھ۔

حلال ہوگئی ہوتی پھر جب تجھ سے جوابوں کا مطالبہ ہو تو تو فحش و بیہودہ بکے اور مکر و فریب کرے اور ابھی روز موعود پنجشنبہ گزرنے تک تجھ پر کچھ زمانہ باقی ہے پس اگر وہ گزر گیا اور تیرا جواب نہ پہنچا تو تیرا فحش و جہل تیرے ہی منہ پر مارا جائے گا اور قسم بخدا اے وہ امّارہ جو ایک عالم سے جہل کے ساتھ پیش آئی اور حاملہ ہوئی جس گناہ کی حاملہ ہوئی زنہار تجھ سے پذیرانہ ہوگا مگران تمام سوالات کا جواب دینا جو تجھ سے کئے گئے ہیں اور یہ گمان نہ کرنا کہ علمائے فحول اس جہل و فضول کی طرف التفات کریں جس سے تو اپنی بوری بھر رہی ہے ہاں اگر تو سرکشی اور زیادتی کرے اور جہل ہی چاہے تو کیا عجب کہ تجھے کوئی ایسا مل جائے جو تیرے جہل سے بڑھ کر تجھ سے جہل کرے پھر تو اپنے ہاتھ چباتی رہ جائے، اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں۔ مردوں کی ہجوگوئی سے درگزر اور آ الخ اور سلام ان پر جو ہدایت کے پیرو ہوئے اور اللہ تعالٰی کے درود و سلام و برکات مولٰی مصطفٰی اور ان کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ۔

راقم واعظ الدین قادری اسلام آبادی غفر له المولی الہادی نہم ذی القعدہ ۱۳۱۹ھ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

خاتمہ

وہ سوالات کہ عرب صاحب سے کئے گئے اور انھوں نے جواب نہ دیے اور انھیں بار بار مطلع کردیا ہے کہ بے ان کے جواب کے آپ کی خارجی باتیں مسموع نہ ہوں گی۔

س ۱: کچھ احکام شرع ایسے ہیں یا نہیں کہ ابتداءً ان کا علم بے نص صریح یا اجتہاد مجتہد کے نہ ملے گا؟
س ۲: کیا تمام آدمی جمیع احکام کے عالم، معانی نصوص کو محیط، اجتہاد پر قادر ہیں؟
س ۳: کیا جاہلان عاری شتران بیمہار ہیں ان پر شریعت کے احکام نہیں؟
س ۴: ان کے لئے احکام الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے اس سبیل کا اختیار ان پر فرض، واجب، جائز کیسا ہے؟
س ۵: آپ نے اپنی عمر تک اللہ تعالیٰ کو کیونکر پوجا اور بندوں سے کس طرح معاملہ کیا، اجتہاد سے یا تقلید سے، آپ شروط اجتہاد سے پُر ہیں یا خالی؟
س ۶: آپ کو علوم شرعیہ کے تمام اصول و فروع میں اجتہاد پہنچتا ہے یا بعض میں؟ بر تقدیر اخیر جس میں آپ مجتہد ہیں اس کی تعیین کیجئے اور جس میں نہیں اس میں اپنی راہ بتائیے۔ بر تقدیر اول فقہی مسائل اجتہادی کی دس گڑھی ہوئی صورتیں لائیے جن کا حکم خاص آپ نے استنباط کیا ہو جس کی بنا کے ظاہر و باطن و جرح و تعدیل و تفریع و تاصیل میں آپ دوسرے کی سند نہ پکڑیں۔
س ۷: تقلید شخصی آپ کے نزدیک کفر ہے یا حرام یا مباح یا واجب؟
س ۸: ائمہ و اقوال میں ہر مکلف نا مجتہد کو تخییر ہے یا حکم تحیّر اور اس کی کیا سبیل؟
س ۹: یہ تخییر یا تحیّر مطلق ہے یا چار اکابر میں محصور؟
س ۱۰: تلفیق فسق ہے یا جائز؟
س ۱۱: مختلف اعمال میں یا ایک میں بھی؟
س ۱۲: قبلِ عمل یا بعد بھی؟

عرب صاحب کو اب ہم مطالبان حق اپنی طرف سے از سر نو دو ہفتے کی مہلت دیتے ہیں ختم سال تک ان مسائل کا مفصل جواب دے دیں جس بات میں اجمال رہے گا یا آپ کے بیان پر ایضاح حق

کے لئے اور سوال پیدا ہوگا پھر عرض کرکے صاف کرلیا جائے گا یہاں تک کہ بعونہٖ تعالیٰ حق واضح ہو واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ اٰمین!

سید عبدالکریم قادری غفرلہٗ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

تنبیہ: جواب مفصل ہوں مواقع ضرورت و عدم ضرورت وغیرہا قیود و تخصیصات جو مکنون خاطر ہوں مصرح ہوں ورنہ مطلق اطلاق پر محمول رہے گا اور بعد ورود اعتراض ادعائے تخصیص وتقیید وتاویل مسموع نہ ہوگا۔

تنبیہ: ہر سوال کا جواب مدلل ہو اور اپنے لئے جو منصب قرار دیجئے دلائل اس منصب کے نصاب پر مکمل ورنہ بے محل سرود مطبوع نہ ہوگا، والحمد للّٰہ اولا واٰخرا والصلٰوۃ علیٰ رسولہٖ واٰلہٖ باطنًا وظاھرًا، اٰمین!

عرب صاحب کی تہذیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اس کے بعض نمونے تو عرب صاحب کے خط سوم میں جو آپ کو اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲ پر ملے گا ملاحظہ ہوں مگر عرب صاحب کی جو روداد تہذیب وانسانیت اب رامپور میں چھپ رہی ہے اس کی نسبت بعض علمائے کرام ساکنان رامپور کی مرسلہ تحریر نے عجب خبریں دی ہیں ذرا استماع فرمائیے۔

بملاحظہ مخدومی مکرمی جناب مولوی سید عبدالکریم صاحب زید مجدہم، تسلیم۔ مولوی طیب صاحب عرب ایک رسالہ بنام "ملاطفۃ الاحباب" چھپوا رہے ہیں۔ اس کے بیانات کی بے حد غلطیاں تو اہل علم جانیں گے مگر طرز کلام میں نہایت تہذیب وانسانیت کو کام فرمایا ہے میں نے حضرت عالم اہلسنت کے خطوط انھیں کے رسالے میں دیکھے جس میں صرف عالمانہ کلام ہے مگر ان صاحب کی غصہ ناک تحریر نے کوئی دقیقہ بدزبانی کا اٹھا نہ رکھا، اس کے بعض اوراق چھپ گئے ہیں انہی سے کچھ انتخاب ملاحظہ ہو:

ص ۴: یہ شخص خود اپنا کہا نہیں سمجھتا۔

ص ۶: یہ شخص مسلمانوں کا بھی مخالف ہے اور عاقلوں کے بھی خلاف۔

ص ۱۲: یہ شخص ان لوگوں میں ہے جو اپنا گھر اپنے ہاتھوں بھی خراب کرتے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی۔ یہ یہودی کا بیان ہے۔

ص ۱۴ : بیڑیاں پاؤں میں ہیں اور مکر کرتا ہے۔
ص ۳۰ : ناصرِ بدعت دشمنِ موحدین مکفرِ محدثین۔
ص ۳۰ : علمی مذاکرے کے لائق نہیں۔
ص ۳۲ : آپ کاٹے اور چلائے۔
ص ۳۴ : مردہ بے حیات یہاں تک کہ ص ۱۵ سطر ۱۱ میں صریح فحش تک تجاوز کیا ہے۔
ایسی ناپاک تحریر کا اگر آپ یا اور کوئی صاحب رد لکھیں تو بہتر یہ ہے کہ حلم سے کام لیں جو شانِ علم ہے۔ والسلام ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ انتہٰی۔

ہمیں اپنے معزز دوست کی یہ رائے بجان و دل منظور ہے، تحریر دیکھی جائے گی، اگر سوا ایسی ہی خرافات کے کچھ نہ ہوا تو اہلِ علم بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وہ آپ ہی اپنا جواب ہے ورنہ اسکی زبان درازیوں سے اعراض ہوگا اور اس کی جہالتوں پر بعون اللہ تعالٰی اعتراض عرب صاحب اپنی تہذیبوں کا جواب اگر عرب کی مثل سے چاہیں تو اول الغی الاحتلاط یعنی جو عاجز آتا ہے غصے میں بھر جاتا ہے' ومن اطاع غضبہ اضاع ادبہ جو غصے پر چلے گا ادب ہاتھ سے کھوئے گا' البغل التغل وھو لذلك اھل یعنی لؤم اصلہ فخبث فعلہ۔ اگر اشعار سے چاہیں تو کثیر عزّہ کے یہ دو شعر بس ہیں: ؎

یکلفھا الخنزیر شتمی وما بھا	ھوانی ولکن للملیك استذلت
ھنیئا مریئا غیر داء مخامر	لغرة من اعراضنا ما استحلت[1]

یعنی ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی!	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

(تُو نے بُرا کہا اور میں خوش ہوں اللہ تعالٰی تجھے معاف فرمائے تو نے خوب کہا۔ کڑوا جواب شیریں سخن سُرخ ہونٹوں سے اچھا محسوس ہوتا ہے۔ ت)

یہ تو عرب صاحب کی طرز پر امثال و اشعار سے جواب تھے اور ہمارا تیسرا اور سچا جواب یہ ہے جو ہمارے رب عزوجل نے ہمیں تعلیم فرمایا کہ،

سلٰمٌ علیکم لا نبتغی الجٰھلین[2] پس تم پر سلام ہم جاہلوں کے غرضی نہیں۔ (ت)

---

[1]

[2] القرآن الکریم ۲۸ / ۵۵

واذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰما[1] — اور جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ اور جب وہ بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔ (ت)
واذا مروا باللغو مروا کراما[2]
والسلام

عرب صاحب کی عربی دانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ عرب صاحب کی تحریراتِ ثلٰثہ کا مجموعہ صرف انتیس سطریں ہیں انھیں میں ملاحظہ ہو کہ عربیت وفصاحت کی کیا بہتی نہریں ہیں مثلاً بطور نمونہ معروض:

(۱) ان ای قسم من اقسام التقلید فرضاً قطعیا۔ ان کی خبر منصوب۔

(۲) جمادی الثانی مؤنث کی صفت مذکر۔

(۳) حضرت نے جمادے کا کوئی تیسرا بھی دیکھا ہوگا کہ عرب ثانی بے ثالث نہیں بولتے۔

(۴) مہینے کا عَلَم جمادے الآخرہ ہے اعلام میں تصرف کیسا! (اگر زیر زیر اور آنکھ پر پھلی نہ ہو۔ فافہم)

(۵) بخدمت حضرۃ العالم بتائے کشیدہ یہ متعلق املا ہے، خط کی خطا ہے، بحث فصاحت سے جدا ہے مگر علم کا پتا ہے۔

(۶) جناب مولوی، الف ہضم ہوا تو ہوا لام تو ٹیڑھی کھیر تھا۔

(۷) قادری موصوف معرفہ صفت نکرہ۔

(۸) القول بان لاولیاء اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم تصرف۔ ان کا اسم مرفوع، مگر ہاں ادعائے محدثی ہے۔

(۹) ۵ ذوالقعدۃ۔

(۱۰) ۱۱ ذوالقعدۃ۔ مضاف الیہ مرفوع، مگر یہ کہیے کہ قلم ہی مرفوع۔

ان کے سوا اور بھی بعض مواقع محلِ کلام، اور خود عشرۃ کاملۃ ہی کیا کم ہیں، جو آدمی ۲۹ سطریں لکھے اور ۱۰ غلطیاں کرے وہ ضرور فصیح ادیب ہوا، خصوصاً جہاں عربی الاصل ہونے کا ادعا،

---

[1] القرآن الکریم ۲۵/ ۶۳
[2] ؍؍ ؍؍ ۲۵/ ۷۲

بات یہ ہے کہ عرب صاحب کو عرب شریف میں رہنے کا اتفاق بہت کم ہوا، عمر کا زیادہ حصہ ہندوستان میں گزرا، بہتر ہو کہ آئندہ عربی کو کم تکلیف دیں، اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو ہی خرچ کریں، تاویلات کا دروازہ کشادہ ہے لاتعدم خرقاء حیلۃ (چتر کے لئے حیلوں کی کمی نہیں۔ ت) مگر سعتِ کلام میں مجروح و مطروح و شاذ نا ممدوح کا دامن پکڑنا تسلیم اعتراض ہے گو پردے کے اندر۔

لطیفہ

عرب صاحب کا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء

آپ نے اپنی ادب دانی کھولنے کو چند اوراق کی اناجی لکھی ہے جس میں اطفال مکتب سے کچھ لے دے کر، کچھ اِدھر اُدھر سے سیکھ سکھا کر دادِ ادب دی ہے اس میں اِنّ مکسورہ سے شاذ نادر نصب خبر میں حدیث ان قعر جھنم سبعین خریفًا[1] (جہنم کی گہرائی ستر خریف ہے۔ ت) تحریر کی اور بے دھڑک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کر دی کہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا ان قعر جھنم سبعین خریفا، مجتہد صاحب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یہ کھلا افتراء، متداول کتاب تک رسائی محال اور اجتہاد کا ادعاء۔ جنابِ من! یہ قول ابوہریرۃ فارسی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور اس کی نسبت باقی کلام کی ان سطور میں وسعت نہیں۔ آپ کو ہوس ہوئی تو پھر معروض ہوگا ان شاء اللہ تعالٰی، وباللہ التوفیق۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

یہ مجتہد صاحب تو نیچری کانفرنس کے رکنِ رکین نکلے

جب سے پہلے خط کا جواب گیا رامپور سے عرب صاحب کی بدمذہبی کی نسبت متعدد خبریں آئیں جن کے سبب اگرچہ حکم بالجزم میں احتیاط رہی مگر کیفَ و قد قِیل طرزِ کتابت میں تبدیل ہوئی، نامہ دوم سے

عہ بالہاء لا بالحاء ۱۲

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۲

القاب وسلام تحریر نہ فرمائے گئے کہ مبتدع کو سلام اور اس کا اعزاز و اعظام شرعاً حرام۔ فقیر کا یہ رسالہ ۱۵ ذوالحجہ کو تمام و کمال چھپ چکا کہ خبر وثوق تام کے ساتھ آئی کہ عرب صاحب نے نیچریوں کی ممبری پائی اب ان کی رُوداد تلاش کی گئی، یہاں نہ ملی، نیچریوں سے دیلو منگائی انھوں نے نہ دی بمشکل بعض صاحبوں کے یہاں سے ضمیمہ کانفرنس رامپور ۱۹۰۰ء ملا، دیکھا تو صفحہ ۲۰ پر ط کی ردیف میں سب سے اونچے جلوہ گر ہیں۔ حرص کے نمبر ۲۹۸ دے کر لکھا ہے مولوی محمد طیب صاحب عرف[ف] مدرس اعلٰی مدرسہ عالیہ رامپور پانچ روپے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! اب غیر مقلدی کی شکایت کیا ہے وہاں چوکھا رنگ نیچریت کا چڑھا ہے، افسوس عرب کا نام بدنام کیا۔ ممبری کی اُپچ اُپجی تھی تو اسلامی نام کے بہت جلسے تھے مگر یہ فخر کہاں سے کہ جہاں مولوی طیب صاحب پانچ روپے رہیں وہیں طابق النعل بالنعل لالہ بھگوتی پرشاد (ع ۱۲۹) بابو ربھو دیال (ع ۱۳۳) لالہ بنارسی داس (ع ۱۲۴) بھی برابر و ہمسر ہیں بلکہ لالہ برج کشور (ع ۲۴) منشی بلاقیداس (ع ۲۷) منشی پیارے لال (ع ۲۸) وغیرہ وغیرہ آپ سے کمتر ہیں کہ عرب صاحب پانچ روپے کے ممبر، وہ دو دو روپے کے وزیٹر ہیں اگرچہ بابو برہما نند (ع ۱۳۰) بابو بھولا ناتھ (ع ۱۲۶) لالہ برج بھوکن سرنداس (ع ۱۲۸) طیب صاحب کے اوپر ہیں کہ یہ پانچ ہی کے ہوئے وہ دس دس اور پچیس پچیس روپے کے اعلٰی ممبر ہیں، طیب صاحب معاف فرمائیں، انھیں ختم سال تک مہلت تھی کہ تلاش روئیداد ہی میں ختم ہوئی۔ ۱۵ محرم ۱۳۲۰ھ تک مہلت سہی اگرچہ جب نیچریت ٹھہری تو اس بحث کی کیا حاجت رہی۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، آمین!

نوٹ

جلد ۲۷ کتاب الشتی کے حصہ دوم، مناظرہ و ردِّ بد مذہبان کے عنوان پر اختتام پذیر ہوئی۔ جلد ۲۸ کتاب الشتی کے حصہ سوم سے شروع ہوگی ان شاء اللہ

ف مطبع مفید عام میں تصحیح کا بھی اہتمام ہے۔ یہ لفظ یونہی (عرف) چھپا ہے شاید (عرب) صاحب برج ستارہ ممبری کی (ب) کثرت استعمال سے (ف) ہوگئی ۱۲